قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ الہام حضرت مسیح موعود

الفضل

سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۵ | ۲۷ نومبر و یکم دسمبر ۱۹۱۷ء | شنبہ و سہ شنبہ | مطابق ۱۵ صفر ۱۳۳۶ھ | نمبر ۴۳-۴۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح بخیریت ہیں۔ حضور نے ۲۲ ماہ حال سے درس قرآن کریم دینا شروع فرما دیا ہے۔

۲۴، ۲۵ نومبر کو جو غیر احمدیوں کا جلسہ ہوا۔ اسکی مفصل روئداد اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے۔ جو امید ہے۔ احباب کے لئے دلچسپی کا موجب ہوگی۔ چونکہ یہ روئداد بہت لمبی ہو گئی تھی۔ اس لئے دو پرچوں کو اکٹھا کر دیا ہے۔

۲۴ اور ۲۵ نومبر کو بوقت رات مسجد اقصٰی میں جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ جناب میر قاسم علی صاحب۔ اور جناب میر محمد اسحٰق صاحب نے غیر احمدیوں کے اعتراضات کے نہایت معقول اور مدلل جوابات دیئے سوالات کی اجازت کا غیر احمدی مولویوں میں اعلان کر دیا گیا تھا۔ لیکن کسی کو سامنے ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔ ان تقاریر کی

اخبار احمدیہ

آل اڑیسہ احمدیہ کانفرنس

اس علاقہ کے احمدی احباب کی دیرینہ آرزو تھی کہ مختلف مقامات پر رہنے والے احمدی ایک جگہ ملیں۔ اور اپنی ترقی و بہبود کے متعلق تبادلہ خیالات کریں۔ سو الحمدللہ ۲۵-۲۶ اکتوبر کو یہ کانفرنس سونگھڑہ ضلع کٹک میں منعقد ہوئی۔ چوبیس کو مہمان آچکے تھے۔ جنمیں ایک بزرگ منشی ریحان خان سکرٹری انجمن احمدیہ کیرنگ بھی تھے۔ جنھوں نے باوجود پیرانہ سالی کے آج تک ریل کی صورت بھی نہیں دیکھی تھی۔ لیکن اب محض دینی جوش سے سونگھڑہ تک سفر قبول کیا جسمیں ریل۔ جہاز اور بیل گاڑی آتا ہے انہیں سابقہ پڑا۔ کیرنگ کی پر جوش

جماعت سے ۱۶ احباب آئے تھے۔ جنمیں سے دو گریجوایٹ اور ایک سب ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ افسوس ہے۔ جماعت کیندرہ پاڑہ نے اس طرف توجہ نہیں کی۔

کارروائی خاکسار کی تحریک اور دیگر احباب کی تائید سے مولوی ضیاء الحق صاحب بی اے ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز صدر نشین کانفرنس تجویز ہوئے۔ مولوی محمد محسن صاحب نے نہایت ہی خوش الحانی سے سورہ حشر کی آخری آیات کی تلاوت فرمائی۔

انتخاب عہدہ داران چونکہ جماعت سونگھڑہ کے پریزیڈنٹ مولوی سید سعید الدین صاحب کا انتقال کانفرنس کے ایک روز قبل ہو چکا تھا۔ اس لئے مولوی نیاض الدین صاحب سب انسپکٹر آف سکولز نے تحریک کی کہ کوئی میر مجلس منتخب ہو۔ باوجود انکار بسیار خاکسار کا انتخاب عہدہ میر مجلسی کے لئے ہوا۔ چونکہ میں ہمیشہ ملازمت

باہر رہتا ہوں - اسلئے وائس پریذیڈنٹ مولوی دلبر حسین صاحب مقرر ہوئے - اور عہدہ سکرٹری مولوی اکرام الدین صاحب کے سپرد کیا گیا ۔

باہمی اتحاد

مولوی طاہر الدین صاحب بی - اے نے ایک دلچسپ تقریر سے بتلایا کہ ہمیں اتحاد کی کس قدر ضرورت ہے - خصوصاً اس زمانہ میں جب کہ مخالفت کی آواز چاروں طرف سے اٹھ رہی ہے - ذرائع اتحاد میں بتلایا کہ ہمیں ہر معاملہ میں ایک ہو جانا چاہیئے - اور کیونکہ سونگھڑہ میں رشتہ و ناطہ کا تعلق موجب ازدیاد محبت ہو گا - اور نہایت ہی قیمتی بات یہ بیان فرمائی - کہ جب تک ہم اپنے بھائی کو اپنے پر ترجیح نہ دینگے - اور اس طرح ذاتی قربانی کا ثبوت نہ دکھلائینگے - تب تک حقیقی محبت ناممکن ہے ۔

احمدیت سے واقفیت اور اسکے ذرائع

یہ مضمون درحقیقت مولوی ضیاء الحق صاحب بی - اے کے تفویض تھا - لیکن چونکہ انہیں کانفرنس کا صدر بنا دیا گیا تھا اس لئے ان کے منشاء کے موافق خاکسار کو اسی وقت بلا کسی تیاری کے بولنا پڑا - خلاصہ مضمون یہ تھا :-

(۱) ہمیں مخالفین سے بزور دلائل لڑنا پڑتا ہے لیکن اگر ہم لوگ ہتھے ہونگے - تو کیا لڑینگے ۔

(۲) ہمارے بچے اور ہماری عورتیں اکثر اس لئے احمدی ہیں کہ ان کے ماں باپ یا خاوند احمدی ہیں - ان کو دین سے واقف کرنا چاہیے ۔

(۳) ہر ایک عورت اور نوجوان کو کم از کم تائید حق اور اسلام کی پہلی کتاب مصنفہ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی اے ضرور پڑھ لینی چاہئیں - جو نہایت آسان ہیں -

تبلیغ اڑیسہ

مولوی مصاحب خان صاحب بی - اے سب ڈپٹی کلکٹر نے سورہ عصر سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا - کہ انسان اور اس کی زندگی کے لوازمات سب فنا ہو جاتے ہیں - صرف وہی قوم اور وہی شخص باقی رہتا ہے - جو تواصوا بالحق پر کاربند ہوتا ہے اسلئے ہمیں کم از کم اپنے ملک میں تبلیغ کی فکر کرنی چاہیئے - اس کے لئے دو تجویزیں پیش کیں - (۱) اڑیسہ میں پمفلٹ اور رسالے شائع ہوں (۲) حکیم خلیل احمد صاحب کو تبلیغ کے لئے بلایا جاوے - اور اس غرض کے لئے حضرۃ خلیفۃ المسیح کو لکھا جاوے ۔

صدر نشین کی تقریر

مولوی ضیاء الحق صاحب نے کھڑے ہو کر پہلے خداوند تعالٰے کا عجیب موثر پیرایہ میں شکریہ ادا کیا - کہ اس نے محض اپنے فضل و رحمت سے ہمیں احمدیت کی طرف ہدایت دی اور احمد کے غلاموں میں مندرج کر دیا - پھر چھوٹی سی تقریر کے بعد اعلان کیا - کہ آج کی کانفرنس میں حسب ذیل امور پاس کئے جاتے ہیں ۔

(۱) آپس کے اتحاد و اتفاق کا خیال ضروری ہے کیونکہ سونگھڑہ میں رشتہ و ناطہ جاری کرنا چاہیئے ۔

(۲) احمدی لٹریچر سے ہر ایک واقف ہونا چاہیئے اور جن کتابوں کی سفارش کی گئی ہے - ان کو پڑھنا اور دوسروں کو پڑھانا چاہیئے ۔

(۳) اڑیسہ میں پمفلٹ شائع کئے جاویں - اور جناب حکیم خلیل احمد صاحب کو تبلیغ کے لئے بلانا چاہیئے اور اس کی درخواست حضرت فضل عمر کی خدمت میں کرنی چاہیئے

دعا کے بعد کانفرنس کا اجلاس ختم ہوا -
چونکہ سکرٹری صاحب دورہ پر ہیں اس لئے انکی بجائے میں ہی رپورٹ بھیجتا ہوں ۔
خاکسار عبد الحلیم ککی - میر مجلس انجمن احمدیہ سونگھڑہ (کٹک)

ولادت

اللہ تعالٰے نے اپنے فضل و احسان سے ۲۵ نومبر ۱۹۱۷ء کو دن کے ۲ بجے بروز اتوار ایڈیٹر الحکم کو ساتواں بیٹا اور دسواں بچہ عطا فرمایا الحمد للہ علٰے ذلک - اور ۲۷ اور ۲۸ نومبر ۱۹۱۷ء کی درمیانی رات کو جس کی صبح کو بدھ تھا - اللہ تعالٰے نے اس پر مزید فضل فرمایا - یعنی اس کو نافلہ (پوتا) بھی عطا فرمایا ثم الحمد للہ علٰے ذلک - یہ بچہ عزیز ابراہیم علی کے گھر میں پیدا ہوا ہے - اللہ تعالٰی سے دعا ہے - کہ وہ ان ہر دو بچوں کی خدمت دین میں عمر دراز کرے - اور ہمارے لئے وہ قرۃ العین ہوں - احباب سے درخواست ہے - کہ وہ اپنے اس نیاز مند قدیم کی اولاد کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں - خاکسار یعقوب علی عرفانی احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان

غیر احمدیوں کے جلسہ کا نتیجہ

مورخہ ۲۴ - ۲۵ کو یہاں غیر احمدیوں کا جلسہ تھا - جس کا نتیجہ یہ لوگ اپنے اخباروں میں ہی ظاہر کرینگے - کہ ان کو بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے - مگر یہ جلسہ ان کے لئے کسی طرح کامیابی کا باعث نہیں ہوا - کامیابی روز ازل سے خدا کے فضل سے ہمارے لئے ہی مقدر ہے - اور ہم ہی ہر میدان میں فتحیاب ہوتے ہیں - باوجود اس بات کے کہ یہ جلسہ غیر احمدیوں کا تھا - لیکن اس میں بھی خدا نے ہمیں ہی کامیابی عطا فرمائی ہے - اور غیر احمدی چار پانچ سو روپیہ ضائع کرنے کے بعد جیسے آئے تھے - ویسے ہی چلے گئے - ان کے ہم پر محض اعتراض کرنے اور ان کے جواب نہ سننے سے لوگوں پر ان کی حقیقت کھل گئی - یہی وجہ ہے - بعض ان میں سے نکلکر ہم میں آملے ہیں - جنمیں سے اسوقت میں صرف تین کا ذکر کر دینا خالی از فائدہ نہیں سمجھتا - یہ تینوں صاحب ہائی سکول قادیان کے سٹوڈنٹ ہیں - اور فقہ ہائی کلاس میں تعلیم پاتے ہیں - ان میں سے ایک صاحب کو یہاں رہتے ہوئے چھ سال ہو گئے ہیں - مگر ملنے میں نہیں آتے تھے - دوسرے صاحب گو بہت دیر سے یہاں مقیم نہیں ہیں مگر مخالفت میں پکے تھے - اور غیر احمدی علماء کے لئے مرنے مارنے کو تیار ہو جاتے تھے - آج وہ خدا کے فضل سے ان تقاریر سے متاثر ہو کر جو غیر احمدی مولویصاحبان کے اعتراضات کے جواب میں کیگئیں - خلیفۃ المسیح ثانی کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدی جماعت میں شامل ہوئے ہیں - جن کے نام یہ ہیں :-

(۱) شیخ منظور حسن صاحب - کلانوری
(۲) مرزا نعمت اللہ بیگ صاحب - "
(۳) محمد امین صاحب - امرتسری

الحمد للہ -

ان اصحاب کے علاوہ خدا کے فضل سے ایک اور صاحب نے بھی جن کا نام حافظ جان محمد ہے - اور ہو تیار پور کے رہنے والے ہیں - اسی وجہ سے بیعت کی - ثم الحمد للہ

یہ ہے ان لوگوں کی کامیابی - یہ ہے ان کی فتح اور ہماری شکست اور یہ ہے اس جلسہ کا فوری نتیجہ -
شیخ رحمت اللہ - طالب علم - فقہ ہائی کلاس

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) قادیان

قادیان دارالامان ۲۷ر نومبر ۱۹۱۷ء سہ شنبہ

مغل ہی نے دوبارہ شریعت کو قائم کیا ہے۔

لاہور کے نئے ہمعصر "مغلیہ گزٹ" جلد ا نمبر ۲ صفحہ ۳ میں ایڈیٹر صاحب گزٹ کا ایک مضمون بعنوان "مغل صاحبان نے شریعت کو چھوڑ دیا ہے" شائع ہوا ہے۔ اس میں ایڈیٹر صاحب نے مغل صاحبان کی دین سے بے توجہی کا ذکر کرتے ہوئے بتلایا ہے۔ کہ اسی باعث سے "مغل قوم تباہی کے کنارے تک پہنچ گئی ہے" اور ظاہر کیا ہے۔ کہ اگر مغل قوم سے پوچھا جائے۔ کہ آپ لوگ شریعت کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ تو مجبوراً کہنا پڑے گا کہ "ہم قرآن و حدیث کے برخلاف بھی کام کرتے ہیں" اور آپ کو اقرار کئے بغیر چارہ نہ ہوگا۔ کہ "ہم نام کے مسلمان ہیں۔ ہم میں مسلمانی نہیں رہی"۔

یہ امر واقعہ ہے۔ اور ہمیں اس کے تسلیم کرنے میں کچھ بھی تامل نہیں کہ مغلوں نے شریعت کو چھوڑ دیا۔ وہ دن بدن تنزل کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔ انکی گذشتہ عظمت و جلالت موجودہ حالت پر آنسو بہا رہی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ باوجود ادعاء اسلام بہت سے امور میں اسلامی شعار سے متنافر ہیں۔ بلکہ مجھکو کہنے دیجئے۔ کہ یہ اسلام سے بے توجہی اور بیگانگت صرف مغل قوم تک ہی محدود نہیں بلکہ وہ تمام اقوام جو اسلام کی نام لیوا اور شریعت مقدسہ اسلامیہ کی جوا بردار ہیں۔ سب کی سب اسلام سے دور اور شریعت سے بے علاقہ ہیں۔

اس میں سید۔ شیخ۔ مغل۔ پٹھان کسی کی تمیز اور تفریق نہیں آپ سید کہلانے والوں میں اگر ڈھونڈئے۔ تو آٹے میں نمک کے برابر بھی ایسے افراد نہ پائینگے۔ جو اپنے نانا کے دین و آئین سے واقف ہوں۔ یہی حال دوسری قوموں کا ہے لیکن یہ حقیقت کا انکار ہوگا۔ اگر صرف یہی کہہ دیا جائے۔ کہ سارے مغل شریعت سے بے تعلق اور اسلام سے بیگانہ ہیں۔ نہیں کہنا چاہیئے۔ اور یہ حقیقت ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا کہ وہ مغل ہی ہے۔ جس نے شریعت اسلام کو دوبارہ قایم کیا۔ وہ مغل ہی ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق چودھویں صدی میں عند منارۃ البیضا نازل ہوا۔ اور اس حقیقی ایمان جو کہ ثریا پر معلق تھا۔ واپس لایا وہ مغل ہی ہے۔ جس نے مخالفین اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے رخ کو اپنے قلم کی مسلسل جنبش سے روک کر انہی کی طرف پھیر دیا۔

یہ سب کچھ سچ ہے کہ مغلوں نے شریعت کو چھوڑ دیا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہنا چاہیئے۔ کہ وہ مغل ہی تو ہے۔ جس نے شریعت کو دوبارہ قایم کیا۔ وہ پر ظلمت زمانہ جبکہ اسلام کا تابناک چہرہ گرد آلود ہو گیا تھا۔ خدا کا مقدس کلام قرآن اٹھا لیا گیا تھا۔ اسلام اور ایمان میں سے اسم و رسم باقی رہ گئے تھے۔ کس نے اسکو اپنے نورانی شعاعوں سے بھر دیا تھا۔ وہ مغل ہی تو ہے۔ وہ خدا کا مسیح موعود یعنی نبی اللہ۔ احمد ہی تو ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اس کی بعثت سے پہلے مسلمان کہلانے والے طرح طرح کے عقاید رکھتے تھے۔ اس نے آکر بہتوں کو دین واحد اور دین قیم پر جمع کر دیا۔

مسلمان کہلاتے تھے۔ توحید کا ادعا کرتے تھے۔ مگر خدا کی طاقتوں کو بہت سے وجودوں میں منقسم کر رکھا تھا۔ باوجود خدا کو اپنی تمام صفات کے ساتھ وحید و فرید ماننے کے ان کی نظروں میں بہت سے وجود ایسے تھے۔ جو خدائی صفات کا بہت سا حصہ اپنے اندر رکھتے تھے۔ مثلاً حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق اعتقاد تھا کہ وہ ... مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اگرچہ خود خدا کہتا ہے کہ میں مردوں کو یہاں زندہ نہیں کرتا۔ یا یہ کہ اگر خدا نے چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ تو مسیح بھی اس صفت میں خدا سے کچھ پیچھے نہیں رہے اس نے راتوں کو الٹی لٹکنے والی چمگادڑ کو پیدا کیا۔ یہی نہیں۔ بلکہ خدا نے تو توالد و تناسل کے لئے کچھ مدت اور قواعد بھی مقرر فرمائے ہیں۔ جن کے ماتحت دنیا کا کارخانہ چل رہا ہے۔ مسیح علیہ السلام میں اس سے بڑھکر طاقت تھی کہ وہ مٹی اٹھا کر کسی پرندہ کی شکل کا ڈھل ڈھال لیتے۔ اور پھونک مار کر ہوا میں اڑا دیتے تھے۔

اور بہت سی صفات تھیں۔ جو خالق سے چھینکر مخلوق کو ان مسلمان کہلانے والے حضرات نے سونپ دی تھیں۔

انبیاء میں سے بہت سے اولوالعزم نبی تھے۔ جن کی طرف بہت سے نقائص منسوب کئے گئے تھے۔ مثلاً ابراہیم خلیل اللہ کی طرف "جھوٹ" کی تہمت منسوب کی تھی۔ ملائکہ جن پر ایمان لانا مومن کا فرض ہے۔ مسلمانوں میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے تھے۔ جنہوں نے انکار کر دیا تھا۔ حشر و نشر پر ہنسی اڑاتے تھے۔ خدا کی وحی کا نام تخیل کی بلند پروازی یا عقل کی کارسازی رکھتے تھے یہاں کہاں گنجائش ہو کہ ان تمام برائیوں کو الم نشرح کروں جو مسلمان کہلانے والوں میں تھیں۔

پس ایک طرف تو اندرونی طور پر یہ تمام برائیاں موجود تھیں۔ اور سامنے اسلام کے بیرونی دشمنوں کے لشکر کے لشکر کھڑے تھے۔ ایسی حالت میں کون ہے۔ جس نے دشمن کی صفوں کو حجت کے ساتھ پامال کیا۔ اور کون ہے۔ جو اسلام کی طرف سے اکیلا میدان میں نکلا۔ اور لاکھوں دلوں کو فتح کر کے اپنے امن و صلح کے جھنڈے کے تحت میں لایا۔ اور ان کو دشمنوں کے مقابلہ میں جا دیا۔ اس اقرار کئے بغیر بنتا نہیں کہ وہ مغل ہی ہے۔ جسکو خدا نے اس نعمت میں منتخب فرمایا۔ اور اس کے نام کو بلند کیا۔ اس کے دل کو معارف گنجینہ بنایا۔ اور اسکے لبوں پر رحمت کے چشموں کو جاری کیا۔

ہم اپنے معزز ہمعصر سے کہینگے کہ ہم اگر وہ مغلوں کی زبوں حالت کا مرثیہ پڑھتا ہے۔ تو اس بیدار بختی کا قصیدہ بھی تو پڑھے۔ اور قوم کو بیدار کرے۔ اور اس مرد خدا کے سایہ میں آکر اور دوسروں کو لائے۔

قوم کے لوگو ! ادہر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادی ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار (مسیح موعود)

مغل قوم کے لئے یہ خوشی کا دن ہے۔ عید کا دن ہے کہ انکی قوم میں خدا نے ایک ایسے شخص کو برپا کیا جسکی آمد پر مدت سے دنیا کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں۔ اور جو تمام انبیاء کا موعود ہے مشرق و مغرب کے لوگ آئے۔ زمین کے چاروں کناروں سے آدم کے فرزند آئے۔ اور اس چشمہ سے سیراب ہوئے۔ اور آئندہ آئینگے اور سیراب ہونگے۔ مگر ابھی تک اس کی قوم نے جیسا کہ حق تھا۔ اسکی توجہ نہیں کی ہاں وقت آتا ہے کہ قوم کی آنکھیں کھلینگی۔ کیونکہ اپنے دیتی ہائی

کون بدلے

غیر مبایعین کے تبدیلی عقائد کا ثبوت

(از جناب قاضی محمد یوسف صاحب پشاور)

جناب مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں۔ کہ حضرت محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی اور اُن کے ہاتھ پر تجدید بیعت کرنیوالے اعتقادات سابقہ سے بدل گئے ہیں۔ اور حضرت محمود احمد اور اُن کے خدام کہتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب بمعہ رفقا بدل گئے ہیں۔ اب تحقیق طلب امر یہ ہے کہ کون بدلے؟ حضرت محمود احمد خلیفۃ المسیح الموعود کہتے ہیں کہ ہم ہرگز اعتقادات سابقہ سے نہیں بدلے۔ جس طرح آج حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح موعود اور نبی اللہ مانتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کی حیات میں تا وفات حضرت مسیح موعود آپ کو نبی اور رسول یقین کرتے تھے۔ مگر اُمتی اور ظلی بروزی۔ اور اس بات پر حلفیہ شہادت یوم الجمعہ کے دن جماعت احمدیہ کے درمیان ادا کر چکے ہیں۔ جو اخبار الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ حضرت نور الدین اعظم کے زمانہ خلافت میں بھی اسی طرح نبی اور رسول حضرت صاحب کو جانتا تھا۔ جس طرح آج جانتا ہوں

جناب مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں ول سے حضرت صاحب کی حیات میں اور دوران خلافت حضرت نور الدین اعظم میں ایسا ہی ناقص اور جزوی رسول اور نبی جانتا تھا جیسا کہ آج اپنی ایام کے دوران میں ظاہر کرتا ہوں۔ مگر اس بات پر انہوں نے آج تک حلفیہ شہادت ادا نہیں کی۔

جناب میرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الموعود اپنی تائید اور تصدیق میں اپنی سابقہ تحریرات بطور شہادت پیش کرتے ہیں جن سے ان کی حلفیہ شہادت کی تصدیق ہوتی ہے۔ مگر جناب مولوی صاحب اپنی تائید اور تصدیق میں اپنی سابقہ تحریرات بطور شہادت پیش نہیں کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں جن سے ان کے بیان بلا حلف کی تصدیق ہو سکے۔

حضرت محمود احمد صاحب حضرت مسیح موعود کے ایام حیات میں اور کچھ عرصہ بعد از وفات جماعت احمدیہ میں رسالہ تشحیذ الاذہان کے ایڈیٹر کی حیثیت سے اپنی تحریریں شائع فرماتے رہے۔ ان مضامین میں آپ کے بیانات کی تصدیق موجود ہے۔ اور جناب مولوی صاحب جنوری ۱۹۰۲ء سے مئی ۱۹۰۸ء تک حضرت مسیح موعود کی حیات میں۔ اور مئی ۱۹۰۸ء سے مارچ ۱۹۱۴ء تک بدوران خلافت حضرت نور الدین اعظم جماعت احمدیہ میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر کی حیثیت سے مضمون شائع کرتے رہے۔ ان مضامین میں آپ کے موجودہ بیانات کی تصدیق تو ہرگز موجود نہیں۔ ہاں کثرت سے تکذیب موجود ہے۔ جس کا کسی قدر نمونہ وہ رسالہ ہے جس کا نام مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلی عقائد ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کا اقرار

جناب مولوی صاحب اپنی سابقہ تحریرات اپنے موجودہ اعتقادات کے سراسر خلاف پاکر اور حضرت مرزا محمود احمد کی مصدق و مؤید دیکھ کر یوں فرماتے ہیں کہ مجھ پر میری یا کسی زید و بکر کی تحریرات کوئی شرعی حجت نہیں۔ النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۲۔

کیوں حجت شرعی نہیں؟ اس لئے کہ آپ اپنی سابقہ تحریرات کے برخلاف تغیر و تبدل کر چکے ہیں۔ لہذا اس تبدیلی کے بعد آپ پر اپنی کوئی سابقہ تحریر حجت شرعی نہ رہی۔ اگر آپ کی ضمیر آپ کو ملامت نہ کر رہی ہوتی کہ آپ کی تصدیق میں آپ کے ساتھ کوئی تحریر نہیں تو آپ کبھی یہ اعلان نہ کرتے۔

پس اب یہ سوال خود بخود حل ہو گیا کہ کون بدلے اور کس نے اپنے سابقہ اعتقادات۔ اور طرز عمل کو بدل ڈالا۔ ہاں اب ہم اس کے متعلق کہ جناب مولوی محمد علی صاحب بمعہ رفقا کس قدر بدلے اور بدلتے جاتے ہیں۔ کچھ اور ثبوت دیتے ہیں۔ جو مشت نمونہ از خروارے خیال کیا جاسکے۔

پہلی تبدیلی

جناب مولوی محمد علی جب تک قادیان میں تھے اس وقت تک آپ کے اور آپ کے رفقاء کے خیالات یہ تھے۔	جناب مولوی صاحب جب سے لاہور میں آئے تب سے آپ کے اور آپ کے رفقاء کے خیالات یہ ہیں۔
(۱) حضرت مرزا غلام احمد اسی طرح نبی اور رسول ہیں۔ جس طرح دوسرے نبی اور رسول تھے۔	(۱) حضرت غلام احمد نبی اور رسول نہیں بلکہ ایسے ہی مجدد اور محدث ہیں جیسا کہ دوسرے مجددین اور محدثین تھے۔
(۲) حضرت صاحب کی وحی ایسی وحی اللہ ہے جیسی کہ دوسرے انبیاء کی وحی تھی یعنی وحی نبوت	(۲) حضرت صاحب کی وحی ایسی وحی اللہ ہے جیسی کہ دوسرے اولیاء کی وحی تھی یعنی وحی ولایت
(۳) حضرت صاحب احمد ہیں اور آیت اسمہ احمد کے مصداق ہیں۔	(۳) حضرت صاحب احمد نہیں اور آیت اسمہ احمد کے مصداق بھی نہیں
(۴) ممالک غیر میں جب اشاعت اسلام ہو تو ترک ذکر مسیح موعود و ترک خصوصیات احمدیت جائز نہیں۔	(۴) ممالک غیر میں جب اشاعت اسلام ہو تو ترک ذکر مسیح موعود و ترک خصوصیات احمدیت بلا تامل اور جائز ہے۔
(۵) حضرت مسیح موعود کی جانشین صدر انجمن احمدیہ قادیان ہے	(۵) حضرت مسیح موعود کی جانشین انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے
(۶) صدر انجمن احمدیہ قادیان قائم ہے۔	(۶) صدر انجمن احمدیہ قادیان ٹوٹ چکی ہے۔
(۷) قادیان مدینۃ المسیح ہے۔	(۷) لاہور مدینۃ المسیح ہے
(۸) قادیان جماعت احمدیہ کا مرکز ہے۔	(۸) لاہور جماعت احمدیہ کا مرکز ہے۔

(۹) قادیان مرکز ہدایت ہے۔

(۹) قادیان مرکز ضلالت ہے۔

(۱۰) خلافت فرد واحد بعد از وفات حضرت مسیح موعود بموجب الوصیت حق ہے۔

(۱۰) خلافت فرد واحد بعد از وفات حضرت صاحب باطل ہے۔

(۱۱) فرد واحد خلیفۃ المسیح ہونا چاہیئے۔

(۱۱) فرد واحد خلیفۃ المسیح نہ ہونا چاہیئے۔

(۱۲) خلیفہ اول جو آپ کی مرضی کے مطابق منتخب ہوئے واجب الاطاعت تھے۔

(۱۲) خلیفہ ثانی جو آپ کی مرضی کے مطابق منتخب نہ ہوئے واجب الاطاعت نہیں۔

(۱۳) خلیفہ اول کا فرمان بمنزلہ مسیح موعود ہے۔

(۱۳) خلیفہ ثانی کا فرمان بمنزلہ حکم مسیح موعود تسلیم کرنے میں انکار ہے۔

(۱۴) خلیفہ اول سے تجدید بیعت کا حکم سب نئے اور پرانے احمدیوں کے لئے یکساں ہے۔

(۱۴) خلیفہ ثانی سے تجدید بیعت کا حکم سب نئے اور پرانے احمدیوں کے لئے یکساں نہیں۔ یعنی پرانے احمدی تجدید بیعت سے معاف ہونے چاہئیں۔

(۱۵) جو شخص وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرے وہ بہشتی مقبرہ قائم کردہ حضرت مسیح موعود میں مدفون ہو۔

(۱۵) جو شخص وصیت بحق انجمن اشاعت اسلام لاہور کرے تو بہشتی مقبرہ قائم کردہ جناب مولوی محمد علی صاحب میں مدفون ہو۔

(۱۶) جماعت احمدیہ پر لازمی ہے کہ انگریزی یا اردو ریویو آف ریلیجنز خریدے۔

(۱۶) جماعت احمدیہ پر لازمی ہے کہ اسلامک ریویو یا رسالہ اشاعت اسلام خریدے۔

(۱۷) انگریزی ترجمۃ القرآن صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مملوکہ ہے۔

(۱۷) انگریزی ترجمۃ القرآن جناب مولوی صاحب کا ذاتی مملوکہ ہے۔

(۱۸) حضرت محمود احمد حضرت مسیح موعود کی صداقت دعویٰ کا نشان ہیں۔

(۱۸) حضرت محمود احمد حضرت صاحب کی تکذیب دعویٰ کا نشان ہیں۔

دوسری تبدیلی

جناب مولوی صاحب جب اوائل میں نزیل لاہور ہوئے تو قریباً ڈیڑھ سال تک ذیل کے خیالات اپنے اور اپنے رفقاء کے شائع کرتے رہے۔

جناب مولوی صاحب اس کے بعد قریباً ڈیڑھ سال کے عرصہ یا اس کے بعد سے ذیل کے خیالات مع رفقا شائع کرتے ہیں۔

---

(۱) اگر حضرت محمود احمد مطابع صدر انجمن احمدیہ قادیان ہونے کا دعویٰ ترک کردیں تو ہم خلیفۃ المسیح تسلیم کرتے ہیں۔

(۱) فرد واحد کا خلیفۃ المسیح الموعود ہونا ہم تسلیم نہیں کرتے۔

(۲) بموجب الوصیت خلیفۃ المسیح کئی ہیں۔ جو حضرت غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں اور لیں۔

(۲) بموجب الوصیت خلیفۃ المسیح کئی۔ مگر ان پر ایک امیر قوم بھی ہو سکتا ہے۔

(۳) ا۔ خواجہ کمال الدین ولایت میں ۲۔ مولوی محمد علی صاحب پنجاب و لاہور میں ۳۔ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ میں ۴۔ حضرت محمود احمد صاحب قادیان ۵۔ مولوی غلام حسن خاں صاحب سرحد میں۔

(۳) ا۔ خواجہ کمال الدین ولایت ہندوستان ۲۔ مولوی محمد علی کل ہندوستان و افغانستان کے لئے ۳۔ مولوی غلام حسن خاں صاحب بلا نام خلیفۃ المسیح ہیں باقی وہ نہیں رہے۔

(۴) مولوی سید محمد احسن صاحب ضال ہے بہترہ ہے۔ فاتر العقل ہے اس کے حواس درست نہیں۔ سب سے کچا مرتد نکلا۔ مولوی ننگا بھوکا۔

(۴) مولوی سید محمد احسن صاحب گویا خود حضرت مسیح موعود ہے۔ اس کے اقوال اور اعتقادات امام سا ہے صاحب اور صحیح ہے۔ اس کا فیصلہ قطعی اور درست ہے۔

(۵) اصل اختلاف حضرت محمود احمد سے کفر و اسلام ہے۔ باقی فروعات ہیں۔

(۵) اصل اختلاف میاں صاحب سے مسئلہ نبوت پر ہے۔ باقی فروعات ہیں۔

(۶) ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان کی کثرت رائے پر فیصلہ ناطق ہے۔

(۶) ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان کی کثرت رائے پر فیصلہ ناطق نہیں۔

(۷) کثرت جماعت احمدیہ ہمارے ساتھ ہے۔ لہٰذا ہم حق پر ہیں۔

(۷) کثرت جماعت احمدیہ ہمارے ساتھ نہیں تو بھی ہم حق پر ہیں۔

(۸) ہمیں حضرت محمود احمد اور اہل بیت مسیح موعود سے محبت ہے۔

(۸) ہمیں حضرت محمود احمد اور اہل بیت مسیح موعود سے نفرت ہے۔

جناب مولوی صاحب اور آن کے رفقاء نے مذکورۃ الصدر دو مرتبہ تبدیلیوں میں اس قدر خیالات تبدیل کئے جن کا نمونہ اوپر ہمارے الفاظ میں بیان ہو چکا ہے۔ ان سے اگر مولوی صاحب یا ان کے رفقاء میں سے کسی کو انکار ہو کہ فلاں امر کے ہم پہلے یا اب کبھی قائل نہوئے ہیں۔ اور نہ ہیں تو ہم مترادف الفاظ میں یا عبارات میں ان کا سابقہ یا حال کا جیسی کہ صورت ہو خیال یا ثبوت نقلی یا طرز عملی سے ثابت کر کے پیش کر دیں گے۔ جس سے انشاء اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز انکار کی جرأت نہ ہوگی۔

ہاں اگر کسی بات سے انکار کریں تو پھر اس طرح انکار کریں کہ ہمارے رفقاء میں سے کسی کا یا جناب مولوی صاحب کا ہرگز یہ خیال نہ تھا۔ اور نہ اب اور نہ ہمیں اس کا علم ہے۔ پھر ثابت کرنا ہمارے ذمہ ہوگا۔ اور اگر وہ ایسی جرأت نہ کر سکیں تو یہ بتا دیں کہ کس نے عقائد اور خیالات بدلے۔

حضرت مسیح موعود کی وحی اور تحریرات سے ثبوت کہ کون بدلے

اب ہم خدا کے فضل سے ثابت کرتے ہیں کہ جو فریق بدلا ہے۔ وہ جناب مولوی

محمد علی اور ان کے رفقاء ہیں۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب۔ سید احسن صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہم کا ہے۔ اور ہمارے ثبوت کا مدار اس مقام پر وحی اور تحریرات مسیح موعود پر ہے۔ وحی و تحریرات مسیح موعود سے ہمارا ثبوت درج ذیل ہے۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت صاحب کو ۷ - اپریل ۱۹۰۵ء کو بذریعہ وحی اطلاع دی۔

"خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا۔ پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے۔"

اس الہام میں مندرجہ ذیل امور واضح ہیں۔ (۱) مسلمان یعنی احمدی جماعت کے دو فریق ہو جاویں گے (۲) خدا تعالےٰ دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا۔ (۳) یہ ثمرہ پھوٹ کا ہے۔

پس جس وقت مسلمانوں کے دو فریق ہو جاویں گے۔ تو لازمی ہے کہ ایک فریق حق پر ہو۔ جس کی معیت میں خدا ہوگا۔ اور دوسرا فریق ناحق پر جس کی معیت میں خدا نہ ہوگا۔ جس کے ساتھ خدا نہ ہوگا وہی باقی العشاء اور اختلاف ہوگا۔ لہٰذا خدا تعالےٰ اس سے ناراض ہوگا۔

فریق حقہ کی شناخت

حضرت صاحب جماعت احمدیہ پر ایک ابتلاء آنے کا ذکر کرتے جس میں جماعت احمدیہ کے (۱) بعض بڑوں کے چھوٹے کئے جانیکا اور (۲) بعض چھوٹوں کے بڑے کئے جانیکا ذکر کرتے ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں۔ "پس جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں۔ اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں۔ مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے۔ مگر اذن نہیں دیا جاتا تاکہ ان کو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جاویں گے۔ اور کئی بڑے ہیں کہ چھوٹے کئے جاویں گے۔ پس مقام خوف ہے۔" براہین حصہ پنجم۔

پس اس تحریر میں حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک فریق وہ ہے جو درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا ہے۔ اور ایک فریق ایسا ہے جو درحقیقت اپنی جان مال اور آبرو کو اس راہ میں نہیں بیچتا۔ فریق اول خدا کے نزدیک بیعت میں داخل ہے اور فریق ثانی خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں۔ فریق اول حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہے۔ اور فریق ثانی حقیقی طور پر بیعت میں داخل نہیں۔ فریق اول میں نیک ظنی کا مادہ کامل ہے۔ فریق ثانی میں نیک ظنی کا مادہ کامل نہیں۔ فریق اول ہمیشہ بلکہ ہر وقت ثابت قدم رہتا ہے۔ فریق ثانی ہر ایک ابتلاء کے وقت میں ٹھوکر کھاتا ہے۔ فریق اول لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر نہیں ہوتا۔ خوش قسمت ہے۔ فریق ثانی لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتا ہے۔ بدقسمت ہے۔ ان بدقسمتوں میں سے بعض کا حضرت صاحب کو خدا تعالےٰ کی طرف سے علم بھی دیا جاتا ہے۔ مگر ان کے مطلع کرنے کا اذن نہیں دیا جاتا۔ فریق اول میں سے کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور فریق ثانی سے کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ اور ان کا چھوٹا کیا جانا مقام خوف ہے۔

پس اب ذرا غور کرو کہ حضرت نور الدین اعظم کی وفات پر جماعت احمدیہ کو جو عظیم الشان ابتلاء پیش آیا۔ آج کے موجودہ دو فریق میں سے اس وقت کونسا فریق ہے جس کے سرگروہ اس ابتلاء سے قبل چھوٹے خیال کئے جاتے تھے۔ اور پھر آج کونسا فریق ہے جس کے سرگروہ بعد از ابتلاء اپنی منصوص مرکز میں بجائے بڑے خیال کئے جانے کے۔ چھوٹے خیال کئے جاتے ہیں۔ اور کون فریق ہے جس کے سرگروہ بجائے چھوٹے خیال کئے جانے کے اب بڑے خیال کئے جاتے ہیں۔ اس ابتلاء نے کس فریق کو بڑے سے چھوٹا کر دیا۔ اور کس فریق کو چھوٹے سے بڑا کر دیا۔

اب سوال یہ ہے کہ بڑوں کے سے چھوٹا کیا جانا موجب عزت ہے یا موجب ذلت۔ اور چھوٹوں کو بڑا کیا جانا موجب عزت ہے یا موجب ذلت۔

پس یہ امر تو صاف واضح ہے کہ خدا تعالیٰ اور بادشاہ وقت عامۃ الناس میں چھوٹوں کا بڑا کیا جانا خواہ کسی رنگ میں ہو دنیوی ہو یا دینی موجب عزت ہے پس یہ تو مقام ہرگز نہیں۔ ہاں خدا تعالےٰ کے نزدیک بھی بڑوں کا چھوٹا کیا جانا موجب ذلت ہے۔ اسی سبب سے حضرت صاحب نے اس کو مقام خوف قرار دیا۔

پس ثابت ہوا کہ جماعت احمدیہ میں سے جو فریق بڑے سے چھوٹا کیا جاویگا وہ ناحق پر اور باعث فساد ہوگا۔ اور خدا تعالےٰ اس کی معیت میں نہ ہوگا اور جو فریق چھوٹے سے بڑا کیا جاویگا وہ حق پر اور مصلح نسل ہوگا اور خدا تعالیٰ اس کی معیت میں ہوگا۔

اب غور کرو کہ حضرت نور الدین کی وفات سے قبل کیا جماعت احمدیہ کے مرکز میں بالاتفاق مولوی محمد علی صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب سید محمد احسن صاحب ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب و شیخ رحمت اللہ صاحب و مولوی غلام حسن خان صاحب بڑے خیال کئے جاتے تھے یا نہ اور تمام عزت کے مقام اور عہدے اور کام ان سے چھین لئے گئے یا نہ؟ مرکز سے خارج ہوئے یا نہ؟ ہمیشہ کے لئے جماعت احمدیہ قادیان سے منقطع ہوئے یا نہ؟ جماعت احمدیہ کے کثیر التعداد حصہ کی نگاہ میں چھوٹے اور حقیر ہوئے یا نہ؟ اور اس کے بالمقابل باوجود ان سب کی سالہا سال کی مخالفت کے وہ ان کے خیال میں کل کا بچہ "خلیفۃ المسیح" اور واحد امام واجب الاطاعت مرکز قادیان صدر انجمن احمدیہ اور جماعت احمدیہ کا مانا گیا یا نہ؟

خدا تعالےٰ نے اپنے خاص فضل اور فعل سے اس کی معیت مالی اور جانی طور پر کی یا نہ؟ اور خدا تعالیٰ کا یہ

فرمان اور وعدہ جو حضرت مسیح موعود سے تھا کہ انی معک ومع اھلک صاف بتا رہا ہے یا نہ کہ جب جماعت احمدیہ کے دو فریق ہوئے تو خدا تعالیٰ کی معیت کس فریق سے ہوگی۔ صاف طور پر نمایاں ہے یا نہ کہ خدا تعالیٰ تیرے ساتھ ہے۔ اور تیرے اہلبیت کے ساتھ ہوگا۔ پھر حضرت مسیح موعود نبی اللہ کے ساتھ حضرت صاحب کے ذریعہ ہے۔ حضرت محمود احمد خلیفۃ المسیح الموعود سے یہ وعدہ حق ثابت ہوا یا نہ کہ انی معک یا ابن رسول اللہ یعنی اے رسول اللہ کے فرزند میں تیری معیت میں ہوں۔

پس اب کونسا فریق ہے۔ جو بموجب تحریرات والہامات حضرت مسیح موعود حق پر ہے۔ اور جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں۔

جناب مولوی صاحب اور اُن کے رفقاء کی تبدیلی کے متعلق الہامات

جناب مولوی محمد علی کے بارے میں حضرت صاحب کا یہ الہام ہے کہ آپ بھی صالح تھے۔ اور نیک ارادے رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ (البدر جلد ۳۔ نمبر ۲۹ جون ۱۹۰۴ء)

اس الہام میں جناب مولوی صاحب کے بارہ میں دو زمانوں کی خبر ہے۔ ایک وہ زمانہ جب کہ آپ صالح تھے۔ اور نیک ارادے رکھتے تھے۔ دوسرا وہ زمانہ جب کہ آپ ایسے نہ رہے۔ پہلے زمانہ کو صیغہ ماضی میں بیان کیا گیا ہے۔ اور دوسرے وہ زمانہ جس میں کہا گیا ہے۔ کہ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نہ صرف صالح نہ رہے۔ اور نیک ارادے چھوڑ دیئے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کا ساتھ بھی ترک کر دیا۔ اور دور چلے گئے۔ اس لئے حضرت صاحب ان کو کہتے ہیں کہ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔

یہ مکاشفہ جناب مولوی صاحب کی حالت کے متغیر و متبدل ہونے کی خبر دے رہا ہے۔ پس خود غور کرو کہ کون بدلے۔

(۲) جناب شیخ رحمت اللہ صاحب کے بارے میں حضرت صاحب کو الہام ہوا۔

ایک دفعہ جناب شیخ صاحب نے حضرت مسیح موعود کو دعا کے واسطے کہا۔ آپ نے دعا کی اور توجہ فرمائی تو آپ کو الہام ہوا کہ شر الذین انعمت علیھم یعنی شرارت ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام کیا یعنی گروہ بانی شرارت ثابت ہونگے۔ اور ان میں سے ایک جناب شیخ رحمت اللہ صاحب ہیں۔ جن کو خود حضرت صاحب نے مخاطب کرکے یہ الہام سُنایا۔ (۲۶۔ مئی سنہ ۱۹۰۵ء)

(۳) جناب سید احسن صاحب کے بارے میں حضرت صاحب کا ایک خط ہے۔

حضرت صاحب نے نواب محمد علی خانصاحب کو ایک خط تحریر کیا۔ جس میں تحریر فرمایا ہے کہ میں نے سُنا ہے کہ سید احسن صاحب کو کوئی مالی ابتلاء پیش آیا ہے۔ ان کی امداد کی جاوے۔ یہ خط نواب صاحب کے پاس ہے۔ یہ خط سید احسن صاحب کے بدل جانے کی خبر دے رہا ہے۔ اور بدلنے کا سبب مالی ابتلاء رہا ہے۔

(۴) جناب خواجہ کمال الدین کے بارے میں کشف

حضرت صاحب نے جناب خواجہ صاحب کو ایک کشف میں اس طرح دیکھا۔ کہ چھوٹی مسجد (مسجد مبارک) کے اوپر تخت بچھا ہوا ہے۔ اور میں اس پر بیٹھا ہوں۔ اور میرے ساتھ ہی مولوی نورالدین صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ ایک شخص (خواجہ کمال الدین) دیوانہ وار ہم پر حملہ کرنے لگا۔ میں نے ایک آدمی کو کہا کہ اس کو پکڑ کر مسجد سے نکال دو۔ اور اس کو سیڑھیوں سے نیچے اُتار دیا ہے۔ وہ بھاگتا ہوا چلا گیا۔ (اس رویاء کے ایک شاہد جناب مولوی محمد علی صاحب بھی ہیں۔

اب یہ رویاء صاف طور پر بتلا رہی ہے (۱) مسجد سے مراد جماعت احمدیہ ہے۔ (۲) مسجد کے اوپر تخت کا بچھا ہونا۔ اس حیثیت کو ظاہر کرتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کو جماعت احمدیہ میں حاصل ہے۔ (۳) اور حضرت صاحب کے ساتھ مولوی نورالدین صاحب کا ہونا۔ حضرت صاحب کی وفات کے بعد حضرت نورالدین اعظم کا خلیفہ بلا فصل ہونا ظاہر کرتا ہے۔ (۴) خواجہ کمال الدین کا دیوانہ وار حضرت صاحب پر حملے شروع کر دینا۔ جناب خواجہ کی موجودہ حالت کا نقشہ ہے کہ آپ کی تحریر اور تقریر میں حضرت صاحب اور آپ کے خاندان پر حملے ہوئے۔ (۵) حضرت صاحب کا کسی آدمی کو کہنا کہ اس کو پکڑ کر مسجد سے نکال دو۔ صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو شخص خواجہ صاحب کو مسجد سے یا جماعت سے نکال رہا ہے۔ وہ حضرت صاحب کا کامل مطیع اور خادم اور فرمانبردار ہے۔ اور خواجہ صاحب باغی، سرکش اور نافرمان (۶) خواجہ صاحب کو نیچے سیڑھیوں سے اُتار دیا جانا۔ اور اُن کا بھاگ کر چلا جانا صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپ جب تک مسجد میں تھے بڑے تھے۔ مگر جب سے سیڑھیوں سے نیچے اُتار دیئے گئے۔ آپ چھوٹے کئے گئے۔ اور اسی حالت میں بھاگ نکلے۔ یا مرتد ہو گئے۔

اب اگر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح کی رویاء اور الہام سچے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ ضرور سچے ہیں۔ تو جناب مولوی محمد علی صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب جناب خواجہ صاحب اور سید احسن صاحب کے بدل جانے کی صاف خبر دے رہے ہیں۔

اب خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ خدا تعالیٰ دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا۔ اور یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے خدارا غور کرو کہ پھوٹ کا بانی کون ہے کیا جناب مولوی صاحب اول المتفرقین نہیں ہے۔ جس نے قوم کے نام "ایک ضروری اعلان" حضرت نورالدین اعظم کے دم نکلتے ہی شائع کیا۔

جناب مولوی محمد علی کا بانی فساد ہونیکا اقرار

جناب مولوی صاحب اپنے رفقاء کو یوں مخاطب کرتے ہیں۔ "جو شخص پہل کرتا ہے۔ وہی سب کا ذمہ دار

ہوتا ہے۔ میں نے بیشک پہل کی ہے۔ اور تم نے میری بات کو صحیح سمجھ کر مان لیا ہے۔" پیغام جلد ۲ ص ۱۹۱۱

پس جب مولوی محمد علی صاحب خود پہل کرنے کے مقر ہیں۔ تو بانی منشاء اور پھوٹ بھی وہی ہوئے۔ اور جو بانی منشاء او پھوٹ ہے خدا تعالےٰ کا اس کے فریق سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ وہی ہے۔

اور جو دوسرے فریق کے ساتھ خدا ہوگا۔ اس کے حق میں الہامات ذیل ہیں

(۱) انی معك و مع اهلك و مع كل من احبك انی معك یا ابن رسول اللّٰہ

اب ناظرین خود فیصلہ کریں کہ وہ فریق کون ہے جو بدل گیا۔ اور وہ کون ہے جن کے حق میں حضرت مسیح کو یہ الہام ہوا کہ

"لاہور میں ایک بے شرم" کیا یہ وہی بے شرم نہیں ہے۔ جو باوجود اس قدر بدل جانے کے حضرت محمود احمد خلیفہ ثانی اور اس کے ساتھ والوں کو کہتا ہے کہ وہ بدل گئے۔ ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اسمہ احمد کی پیشگوئی

مولوی صدر الدین صاحب سے گفتگو

اگر یہ بات کہہ دی جاوے کہ آنحضرت صلعم کی دو بعثتین ہیں۔ ایک اولین میں دوسری آخرین منہم میں اور دوسری بعثت کو مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق تسلیم کر لیا جاوے۔ جیسا کہ ہمارا مذہب ہے۔ تو پھر بھی وفات عیسیٰ پر استدلال اس آیت سے ہو سکتا ہے۔ اور وہ اس طرح پر کہ جب وہ نبی پیدا ہو گیا۔ کہ جس نے تیرہ سو برس بعد بروزی رنگ میں احمد کے نام پر ظاہر ہونا ہے۔ تو مطلق اس کی پیدائش ہی۔ وفات عیسیٰ کی دلیل ہے۔ کیونکہ استدلال میں آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت کی تخصیص نہیں ہے۔ بلکہ ہر شخص جانتا ہے کہ جب اس آیت سے وفات عیسیٰ پر استدلال کیا جاتا ہے تو اس وقت آنحضرت کی ماموریت سے پہلا زمانہ جو چالیس برس کے قریب ہے۔ اس کو ہم نظر انداز نہیں کرتے۔ بلکہ ہمارے خیال میں عیسیٰ کی وفات اس دن سے پہلے ہوتی ہے کہ جس دن آنحضرت صلعم پیدا ہوئے۔ پس جس طرح وہ چالیس سال کا زمانہ باوجود آنحضرت کے منصب رسالت پر مامور نہ ہونے کے بھی وفات عیسیٰ کے لئے ایک دلیل ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلعم کا ۱۳۰۰ برس کا زمانہ جو منصب احمدیت پر بروزی رنگ میں تشریف لانے سے پہلے اور پیدائش کے بعد ہے وفات عیسیٰ پر دلیل ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہو۔ کہ جس طرح پیدائش محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات عیسیٰ کی دلیل ہے۔ مگر چالیس برس بعد آپ نبی ہوئے۔ اسی طرح پیدائش احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات عیسیٰ کی دلیل ہے۔

آپ تیرہ سو برس بعد مقام احمد پر بروزی رنگ میں تشریف لائے۔ اگر کوئی کہے کہ ہم چالیس برس کا زمانہ بطور دلیل پیش ہی نہیں کرتے۔ اس لئے تمہارا استدلال باطل ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ بہت اچھا آپ جانتے ہیں کہ یہ آیت مدنی ہے۔ اور رسول اللہ صلعم کی ماموریت اس سے کم از کم ۱۳ سال پہلے ہے تو اب یہ تیرہ سال کا عرصہ بھی وفات عیسیٰ پر ایک حجت ہے۔ جیسا کہ نص قرآنی کا منشا ہے اس لئے ہماری دلیل پھر قائم ہے۔ کیونکہ آپ کا احمد ہونا تو نزول آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے معلوم ہوا۔ لیکن وفات عیسیٰ اس دن سے پہلے ہے۔ کیونکہ آپ کی بعثت وفات عیسیٰ کے بعد کی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی شہادت

اگرچہ ہمارے لئے تو حضرت مسیح موعود کا فرمان ہی کافی ہے۔ لیکن چونکہ بعض بیمار دلوں کو یہ خیال ہوا کرتا ہے۔ کہ اگر پہلوں نے ایسا کہا ہو تو مان لیں۔ اور خصوصاً غیر احمدی نکتہ چین تو حضرت مسیح موعود کے اس دعوے کو مسیح موعود کے اپنے بیان کی بناء پر تسلیم کرنے سے بھاگتے ہیں۔ اس لئے میں یہاں حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک حوالہ درج کرتا ہوں جو آنحضرت صلعم کے مقام احمدی پر پہنچنے کے متعلق ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ آخری زمانہ میں حقیقت محمدی کا اپنے مقام سے عروج فرما کر مقام احمدی سے متحد ہونے کے کیا معنی ہیں۔ اُس وقت کمی وقت کے باعث جواب نہ دی سکنے کا عذر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

الحال بخاطر رسید کہ داخل آں عبارت چیز مے نوشتہ شود کہ موجب تشفی احباب مے گردد۔ عبارت آں رسالہ ایں است کہ بعد از ہزار و چند سال از زمان رحلت آں سرور ربانی مے آید کہ حقیقت محمدی از مقام خود عروج فرماید و بمقام حقیقت کعبہ متحد گردد و ایں زمان حقیقت محمدی حقیقت احمد یابد و مظہر ذات احد سلطانہ گردد و ہر دو اسم مبارک بمسمیٰ متحقق شود و مقام سابق از حقیقت محمدی خالی ماند تا زمانیکہ حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرماید۔ و عمل بشریعت محمدی نماید دراں وقت حقیقت عیسوی از مقام خود عروج فرمودہ بمقام حقیقت محمدی کہ خالی ماندہ بود استقرار کند۔

نوٹ یہ رسالہ مبدا و معاد از تصنیف حضرت مجدد الف ثانی رح ہے۔ اور اوپر کا اقتباس خود حضرت نے اپنے مکتوبات میں درج کیا ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ بعد وفات نبی اکرم صلعم ہزار اور کچھ سال گزرنے پر آنحضرت صلعم حقیقت محمدی سے عروج کر کے حقیقت احمدی کو پائیں گے۔

اور اس وقت یہ دونوں نام آنحضرت کے لئے متحقق ہونگے اور یہ زمانہ وہ زمانہ ہوگا جبکہ حضرت عیسیٰ مقام محمدی پر نزول فرمائیں گے۔ اس جگہ یہ بات یاد رہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کے نزدیک مہدی اور عیسیٰ دو الگ الگ وجود ہیں۔ اور مہدی علیہ السلام آنحضرت صلعم کے وہ خلیفہ ہیں جو خاتم الولایت ہیں۔ جن کا ظہور رسول اللہ صلعم کی حقیقت احمدیت کا اکمل نمونہ ہوگا۔ چنانچہ آخری زمانہ کے اولیاء کے اکمل ہونے کی دلیل ان کے نزدیک یہی ہے کہ رسول اللہ صلعم اس زمانہ میں مقام احمدی پر پہنچے ہوئے ہونگے۔ غرض اس عبارت میں رسول اللہ صلعم کا زمانہ مہدی میں مقام احمد پر پہنچنا کھلے لفظوں میں تسلیم کیا ہے۔ اور پھر اس کی شرح میں فرمایا ہے کہ:-

"یعنی حقیقت محمدی عروج فرمودہ ملحق بہ حقیقت احمدی گشت و حقیقت محمدی با حقیقت احمدی متحد شد" (مکتوب دو صد نہم جلد اول از مکتوبات)

اب اس سے معلوم ہوگیا کہ زمانہ مہدی میں حقیقت محمدی ترقی کرکے حقیقت احمدی سے ملحق اور متحد ہو جائیگی۔ اور یہی وہ بات ہے جسے ہم نے اس طرح بیان کیا ہے کہ اگرچہ آنحضرت صلعم محمد بھی ہیں اور احمد بھی لیکن مقام احمدی پر آپ کی بعثت زمانہ مہدی میں ہوگی۔

مہدی موعود کا نام احمد

بعض احادیث میں مہدی موعود کا نام احمد صاف طور پر مذکور ہے۔ پس جب کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو ہی مہدی آخرالزماں و مسیح موعود تسلیم کرتے ہیں تو پھر ہمیں ماننا پڑے گا کہ حضرت اقدس کا نام در اصل احمد ہے۔ اور خدا کے کلام میں اسی نام سے بار بار حضرت مہدی موعود کو پکارا گیا ہے۔ جس کے صاف یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ رسول محمد مصطفیٰ صلعم کے نزدیک حضرت صاحب کا نام احمد ہی ہے۔ پس کسی مسلمان کا حق نہیں کہ وہ اس کا انکار کرے۔ لیکن افسوس کہ مولوی صدر الدین صاحب جو احمدیت کے مدعی ہیں وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔

اور بڑے زور سے کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا نام احمد نہیں ہے۔ بلکہ غلام احمد ہے اور ثبوت میں یہ شعر پیش کرتے ہیں۔ کہ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

حق کی مخالفت نے مولوی صاحب کو یہ بھی سمجھنے نہیں دیا کہ یہاں غلام احمد حضرت اقدس کا نام ہی نہیں بلکہ آپ کا نام تو غلام احمد بلا اضافت کے ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس شعر میں تو صرف آنحضرت صلعم کی غلامی کو اپنے لئے حضرت عیسیٰ کی فضیلت ملنے کا ذریعہ بیان کیا ہے۔ لیکن پیغامیوں کے لئے یہ بھی موت ہے۔ کہ مسیح موعود کی اسرائیلی مسیح پر فضیلت کا وہ اقرار کریں۔ گو پڑھنے کو تو شعر پڑھ دیا۔ مگر حقیقتاً اس کے پکے منکر ہیں۔

ہمیں اس سے انکار تو نہیں کہ حضرت مسیح موعود کے والدین نے آپ کا نام غلام احمد رکھا ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ غیر مبائعین اور تمام غیر احمدیوں کا یہ حق نہیں کہ وہ یہاں اس بنا پر یہ اعتراض کریں کہ "غلام احمد" "احمد" کس طرح ہوگیا۔ کیونکہ یہی اعتراض ان پر بھی پڑتا ہے۔ جبکہ وہ اس نام کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیتے ہیں۔ جن کا اصل اسم مبارک "محمد" ہے نہ کہ "احمد"۔ جس طرح ان کے نزدیک "محمد" پیشگوئی اسمہ "احمد" کا مصداق ہے۔ حالانکہ ان کا نام والدین نے احمد نہیں رکھا۔ اور خدا نے بھی اس نام سے آپ کو مخاطب نہیں کیا۔ نماز میں اور تمام عبادات اسلامی میں بھی آپ کا اسم مبارک "محمد" ہی آتا ہے۔ اور کسی ایک حدیث میں نہیں پایا جاتا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہو کہ میں اسمہ احمد کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ لیکن با ایں ہمہ ان کے نزدیک یہ پیشگوئی آنحضرت صلعم پر پوری ہو جاتی ہے۔ تو کس قدر ظلم ہے۔ کہ جب خدا تعالےٰ اور اس کا رسول محمد صلعم مہدی موعود کا نام احمد رکھیں۔ اور خود وہ مہدی کہے کہ میرا نام احمد ہے۔ اور نہ صرف یہ کہے کہ میرا نام احمد ہے۔ بلکہ کھول کر کہدے کہ عیسیٰ کی پیشگوئی اسمہ احمد کا مصداق میں ہوں تو "محمد" کو "احمد" ماننے والے چلا اٹھیں کہ "غلام احمد" "احمد" کس طرح ہوگیا۔ ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح جس طرح محمد سے احمد بن گیا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ خدا کا کام ہے۔ اسی نے تمام احمد کے نشانات کو آپ کے وجود مبارک میں جمع کر دیا۔ اب اس سے لڑو۔

شیخ احمد اور سید احمد

مولوی صدر الدین صاحب نے یہ بھی ایک بات پیش کی کہ اگر احمد کے نام پر ہی سارا دارومدار ہے۔ تو پھر شیخ احمد سرہندی رح اور سید احمد بریلوی رح کے نام تو صرف "احمد" تھے۔ ان پر کیوں یہ پیشگوئی پوری شدہ نہ سمجھی جاوے۔ میں نے کہا کہ صرف احمد نام ہونے سے تو کام نہیں چلتا رسالت کا منصب بھی ساتھ ہے۔ دوسرے یہ کہ شیخ اور سید کے الفاظ تو وہاں بھی احمد کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اگر "شیخ احمد"، "احمد" بن سکتا ہے۔ تو غلام احمد بھی "احمد" بن سکتا ہے مولوی صاحب نے کہا کہ شیخ تو بزرگی کے لئے ہے۔ میں نے کہا جھوٹ ہے۔ آپ اس دعوے کا ثبوت دیں۔ ورنہ مکتوبات میں اُن کا نام شیخ احمد میں دکھا دیتا ہوں۔ شیخ ان کی کوئی ذات نہ تھی کہ یوں قیاس کر لیا جائے۔ کہ ذات کو جزو نام بنا لیا گیا ہو۔ غرض یہ بھی بزرگوار احمد نام کے (حاشیہ) [illegible]

لطیفہ

مجھے تعجب آتا ہے کہ ہمارے مخالفین کیا کیا رنگ بدلتے ہیں۔ کبھی تو حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کرنے کے لئے ہمیں سناتے ہیں کہ صاحب شاہ نعمت اللہ ولی نے پیشگوئی کی تھی کہ:-

دو کس بنام احمد گمراہ کنند بے حد
سازند از دل خود تفسیر فی القرانا

اور کہتے ہیں اس پیشگوئی کا ایک مصداق تو مرزا صاحب ہیں اور دوسرے سر سید علیگڑھی۔ گویا انہوں نے مان لیا کہ حضرت مرزا صاحب کا نام "احمد" ہے۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ عوام الناس کی یوں ہی واہیات باتیں ہیں ان سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ

نوٹ ہزارہ کی جماعت احمدیہ میں بھی ایک بھائی شیخ احمد ہیں اور ایک سید احمد سید جالندھری کو بھی میں جانتا ہوں۔ رع - د

وہ قصیدہ[لہ] جس میں مذکورہ بالا شعر آتا ہے۔ میں نے بہت سے لوگوں کے گھر میں بڑی حفاظت سے رکھا ہوا دیکھا ہے۔ اور بہت خوشخط لکھ کر رکھا گیا ہے اور اس تحریر کے حاشیہ پر "احمد" کے لفظ پر نوٹ دیا گیا ہے۔ "یعنی مرزا قادیانی اور سر سید علی گڑھی"

ایک دفعہ تو ایک مباحثہ میں ایک مخالف نے جالندھر میں یہ شعر بطور حجت پیش بھی کیا تھا۔ اور ایک دفعہ میرے ایک دوست جو امرتسر کے ہیں اور غیر احمدی ہیں وہ مولوی ثناء اللہ سے ملے۔ اور مرزا صاحب کے متعلق ذکر کیا تو مولوی صاحب فرمانے لگے کہ شاہ نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی تھی کہ دو جھوٹے احمد ہونگے۔ سو مرزا صاحب ایک ہیں۔ اس لئے آپ اندازہ لگالیں کہ مخالف کے وقت مرزا صاحب کا نام "احمد" ثناء اللہ جیسا مخالف بھی مان جاتا ہے۔ لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ حضرت مہدی موعود احمد موعود ہیں۔ تو جھٹ کہہ لیتے ہیں کہ یہ کیسے۔ ان کا نام تو غلام احمد ہے۔ تلک اذا قسمۃ ضیزا

شاہ نعمت اللہ کی اصل پیشگوئی۔

یہ ہے کہ مہدی موعود کا نام احمد ہے چنانچہ ان کا ایک قصیدہ جو آج سے قریباً اسی برس پہلے حضرت مولانا اسمعیل شہیدؒ کے ہاتھوں ان کی کتاب "اربعین فی احوال المہدیین" میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں شاہ صاحب حضرت مہدی کا نام اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

ا - ح - م - و دال میخوانم
نام آں نامدارے بینم

نہ صرف مہدی موعود کا نام ہی بیان کرتے ہیں بلکہ ان کے بعد حضرت محمود کی خلافت کا بھی ذکر کھلے لفظوں میں کرتے ہیں۔ ؎

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

اب معاملہ صاف ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب مہدی موعود ہیں۔ اور یقیناً وہ ہیں تو بتاؤ ان کا نام احمد ہے یا نہیں۔ اگر کہو نہیں تو پھر تم صاف شائع کر دو کہ حضرت مرزا صاحب مہدی موعود نہیں۔ اور نہ وہ شاہ صاحب کی مذکورہ بالا پیشگوئی کے مصداق ہی ہیں۔ تاکہ معاملہ صاف ہو جاوے۔ اور یہ تم خوب جانتے ہو کہ حضرت مسیح موعود نے اس پیشگوئی کو شہادت الملہمین کے ضمن میں بڑے شدومد سے پیش کیا ہے اس لئے اب تو صرف یہی صورت بچاؤ کی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کا ہی انکار کر دو۔ ورنہ تمہیں ماننا ہی پڑے گا۔ کہ حضرت صاحب ہی "احمد موعود" ہیں لاغیر۔ کیا ہی خوب فرمایا ہے حضرت مہدی موعود نے

احمد آخر زماں نام من است
آخریں جامے ہمیں جام من است

(عمر الدین احمدی - از شملہ)

لہ یہ قصیدہ دراصل جعلی ہے۔ اور کوئی شخص اس کا اصل دکھا نہیں سکتا۔ اور پھر اس میں ہمیشہ اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔ پھر اس قصیدہ کے جعلی ہونے کے لئے اس کی اندرونی شہادت ہی کافی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ مہدی موعود کا ظہور ۱۳۳۱ھ سے پہلے ہوگا۔ اور حبیب اللہ خاں اور نصر اللہ خاں اس کے علم بردار ہونگے۔ اور قوم افغان بمعیت مہدی کفار سے جنگ کرے گی۔ اور فتح یاب ہوگی۔ اور اس حال میں دجال ظاہر ہوگا۔ تو مہدی اور حبیب اللہ اور نصر اللہ جناب الٰہی میں التجا کریں گے وہ اسی حال میں ہونگے کہ

درجامع دمشقی حاضر شوند ہمہ یا
نازل شوند عیسیٰ از منزل آسمانہ

یعنی سب دمشق کی جامع مسجد میں جمع ہونگے۔ اور عیسیٰ منزل آسمان سے نازل ہونگے۔ یہ کب ہوگا۔ آگے شعر کے ساتھ ہی مقطع کا شعر ہے۔ جس میں مدت بتائی ہے کہ

خاموش باش نعمت اسرار حق مکن فاش
در سال کنت کنزاً باشد چنیں بیانہ

یعنی اے نعمت تو خاموش رہ اور راز خداوندی کو ظاہر نہ کر۔ "در سال کنت کنزاً باشد چنیں بیانہ" یعنی سنہ ۱۳۳۱ میں یہ واقع ہوگا۔ اگر الفاظ شعر کو مدنظر رکھا جاوے تو کنت کنزاً کے عدد ۵۹۱ھ میں یہ واقع ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن اگر غیر احمدیوں کا خیال مدنظر رکھیں تو تمام مصرعہ کے اعداد سنہ ۱۳۳۱ میں ایسا ہونا تھا مگر یہ سب جھوٹی رام کہانی تھی۔ خدا کا پیارا مسیح وعدہ الٰہی اور تمام انبیاء کی خبروں کے مطابق چودھویں صدی کے عین سر پر ظاہر ہوا۔ اور اپنا کام کر کے مظفر و منصور چلا بھی گیا۔ اور منکرین ابھی سر اٹھائے آسمان کو تک رہے ہیں جس طرح پہلے مسیح کے منکر یہود کا حال ہے کہ ابھی تک وہ اس مسیح کے منتظر ہیں۔ ان کے نزدیک م

صہ نہ مسیح آیا۔ اور نہ محمدؐ۔ یہی حال منکرین مسیح موعود کا ہے اور یقیناً اب کوئی مسیح آسمان سے وہ اترتا نہ دیکھیں گے۔ یہانتک کہ قیامت قائم ہو جاویگی کیونکہ ؎

مارتا ہے اس کو فرقان سربسر
اس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر

اخراجات جلسہ

گذشتہ پرچہ میں اخراجات جلسہ کے متعلق جو تحریک کی گئی ہے۔ امید ہے احباب بہت جلدی اس کی طرف توجہ فرماویں گے۔ اور اخراجات کے پورا کرنے میں خاص طور پر حصہ لیں گے۔ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے اور کام بہت زیادہ ہے۔ اس لئے جس قدر بھی جلدی ہو سکے۔ اس کے کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

اگلے پرچہ میں ہم ان اشیاء کی فہرست مع قیمت شائع کریں گے۔ جو گذشتہ سالانہ جلسہ پر صرف ہوئیں۔ ان میں سے جو جنس کوئی صاحب اپنی طرف سے دینا چاہیں وہ بہت جلدی مرزا شریف احمد صاحب مہتمم جلسہ کو اطلاع دیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے احباب کو اس کی توفیق دے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الناصر

قادیان کے غیر احمدی اور ہم

اے وہ باشندگان قادیان و دیہات متعلقہ جنکو ابھی تک اس مقدس انسان سے وابستگی کا فخر حاصل نہیں ہوا۔ جسکو اس زمانہ کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ کچھ دنوں سے آپ میں ایک نیا جوش پیدا ہوا ہے۔ اور آپ لوگوں نے سلسلہ احمدیہ کی تردید کے لئے چند لوگوں کو باہر سے بلوا کر تقریریں کروائی ہیں۔ میں بوجہ ان تعلقات کے جو مجھے آپ لوگوں سے ہیں۔ مثلاً یہ کہ میں اس خاندان سے ہوں جو ابھی دو پشت پہلے تک اسجگہ کا حکمران تھا۔ اور یہ کہ میں اس گاؤں کے مالکوں میں سے ایک مالک ہوں یا یہ کہ میں بھی اس گاؤں کا ایک باشندہ ہوں اور رنج و راحت میں تمہارا شریک ہوں۔ آپکو نصیحت کرتا ہوں کہ جبکہ آپکی طبیعت کا جوش نکل چکا ہے۔ آپ اپنے اس عمل پر غور کریں کہ اس کا محرک کیا تھا۔ اور یہ کہ کیا آپ نے اپنی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے اعتدال اور انصاف سے کام لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تقریریں کرنے سے اور غصہ سے منہ میں جھاگ بھر لانے یا گالیاں دینے سے خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ عمل سے خوش ہوتا ہے۔ کیا آپ لوگوں نے کبھی یہ بھی خیال کیا ہے کہ آپ میں سے اکثر بلکہ سوائے پانچ دس کے باقی سب کے سب نماز روزہ اور دیگر احکام شریعت سے بالکل غافل ہیں اور آپکی مساجد بالکل ویران پڑی رہتی ہیں۔ اور کبھی پانچ اور کبھی دس نماز پڑھنے والے ہوتے ہیں۔ بلکہ بہتوں سے اگر دریافت کیا جاوے۔ تو وہ مسائل طہارت اور صفائی سے بھی واقف نہ ہونگے۔ ابھی اس بات کے دیکھنے والے لوگ زندہ موجود ہیں کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نے سلسلہ احمدیہ کے قیام سے پہلے یہاں کے لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر کہ وہ نماز کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ خود آدمی بھیج بھیج کر انکو مسجد میں بلوانا شروع کیا۔ تو ان لوگوں نے یہ عذر کیا کہ نماز پڑھنا امراء کا کام ہے۔ ہم غریب لوگ کمائیں یا نمازیں پڑھیں تو آپ نے یہ انتظام کیا کہ ایک وقت کا کھانا ان لوگوں کو دیا جاوے چنانچہ چند دن کھانے کی خاطر پچیس تیس آدمی آتے رہے۔ مگر آخر میں سست ہو گئے اور صرف مغرب کے وقت کہ جس وقت کھانا تقسیم ہوتا تھا آ جاتے۔ جس پر آخر یہ سلسلہ بند کرنا پڑا۔ حضرت مسیح موعود کے شوق دینی کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے تو انکی مراد پوری کر دی

اسوقت ہماری جماعت کے پاس قادیان میں چار مساجد ہیں جنمیں سے دو نہایت عالیشان ہیں اور چاروں ہی پانچوں وقت نمازیوں سے پُر رہتی ہیں۔ مگر آپ لوگ ابھی ویسے کے ویسے ہی ہیں۔ یہی حال روزوں کا ہے۔ زکوٰۃ دینے والا تو شاید آپ لوگوں میں سے ایک بھی نہ ہوگا۔ چنانچہ اس جلسہ کے معززوں میں کچھ تاجر بھی ہیں۔ کیا وہ اسبات کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ دیا کرتے ہیں حاجی تو ایک بھی نہیں ملیگا۔ حالانکہ کئی لوگ آپ میں سے آسودہ ہیں اور ان کے لئے حج کرنے میں کوئی دینی یا دنیاوی رکاوٹ نہیں اور یہی حال دیگر امور مذہبی کا ہے۔ پس جب آپ میں سے اکثر بلکہ قریباً تمام کے تمام امور مذہبیہ کے ادا کرنے میں ایسے سست ہیں اور اسکے مقابلہ میں یہیں کے رہنے والوں میں سے جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود کو شناخت کیا ہے وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں اور اسکے لئے اپنے وقت اور اپنے مال بھی قربان کرتے ہیں، تو کیا آپ نے کبھی خیال نہیں کیا۔ کہ یہ کیا بات ہے کہ ہم لوگ نمازوں میں سُست ہیں بلکہ پڑھتے ہی نہیں اور دوسرے امور مذہبی کی ادائگی سے بھی غافل ہیں اور اس مسیح کی غلامی میں یہیں سے جو لوگ چلے جاتے ہیں انکی دینی حالت سنور جاتی ہے اور وہ نماز روزہ کے پابند اور قرآن کریم کے شیدائی ہو جاتے ہیں۔ شاید آپ کو آپکے علماء یہ حدیث سناویں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ایک جماعت ایسی پیدا ہوگی کہ جو تم سے لمبی نمازیں پڑھیگی لیکن وہ دین سے خارج ہوگی۔ مگر اول تو اسی حدیث میں بھی مذکور ہے کہ وہ جماعت حضرت علیؓ کے وقت میں پیدا ہو چکی ہے۔ دوسرے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس حدیث میں یہ نہیں کہ اس جماعت کے لوگ نمازیں پڑھینگے اور تم نہیں پڑھو گے مگر ہو گے تم ہی اچھے۔ بلکہ یہ فرمایا ہے کہ وہ تم سے لمبی نمازیں پڑھینگے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ایسی جماعت ہے۔ جو اس زمانہ میں ہوئی ہے جب سب کے سب مسلمان نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ مگر آجکل تو اکثر بے نماز ہیں غرض کبھی آپ لوگوں نے اسبات پر بھی غور کیا ہے کہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود کی بیعت میں آکر اکثر لوگ دیندار اور شریعت کے احکام کے پابند ہو جاتے ہیں پھر یہ بھی سوچا ہے۔ کہ جب آپ لوگ امور دین سے بے تعلق ہیں اور ان پر عمل نہیں کرتے تو کیونکر ممکن ہے کہ جو دیندار جماعت ہے۔ وہ تو جھوٹی ہے اور باطل پر ہے۔ لیکن جو لوگ دین سے بالکل غافل ہیں وہ حق پر ہیں اور اسلام کے خیرخواہ ہیں۔ پھر کیا آپنے اس پر بھی غور کیا کہ جب عملاً آپ لوگ اسلام کی تعلیم سے متنفر ہیں تو کیا اس قسم کے جلسوں کا باعث اور محرک اسلام کی محبت ہو سکتی ہے۔ جن لوگوں کے دل میں اسلام کی محبت ہو وہ نماز کو جو عبادات میں سے پہلا رکن ہے کیونکر ترک کر سکتے ہیں اور جبکہ احکام دین کی پابندی سے یہاں کے اکثر باشندے قاصر ہیں تو پھر کیا صاف یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ اس سارے جوش و خروش کا باعث دین اور اسلام اور اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خواہش نہیں۔ بلکہ نفسانی جوش یا ضد ہے۔ اور اگر یہ بات درست ہے اور واقعات اسی کو ثابت کرتے ہیں تو پھر سوچو کہ اس قدر روپیہ یا وقت صرف کرکے آپ لوگوں نے حاصل کیا کیا؟ یہی نہیں کہ روپیہ خرچ کرکے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لیا ہے اور یہ بات خوشی کی نہیں۔ بلکہ رنج کی ہے۔ اسیطرح آپ لوگ اس امر پر بھی غور کریں کہ کیا آپ لوگوں نے اس جلسے کرنے میں اعتدال اور انصاف سے کام لیا۔ اگر نہیں تو دین کے ساتھ آپنے نیک اخلاق کو بھی خیرباد کہہ دیا۔

سب سے پہلے تو آپ لوگ اپنے اشتہار کو دیکھیں اس میں آپ نے اس شخص کا نام جو لاکھوں آدمیوں کا پیشوا ہے اور بڑے بڑے رئیس جس کی غلامی کا فخر رکھتے ہیں۔ اور جس کے باپ اور دادا کی آپ لوگ رعایا رہے ہیں۔ اور اس وقت بھی آپ میں سے بہت سے اس کے خاندان کے مزارعہ اور موروثی ہیں اور بعض اس جلسہ کے منتظمین میں سے ایسے ہیں کہ ان کے باپ دادا کا خون اور پوست ان صلات اور صدقات سے بنا ہے۔ جو اس کے والد اور دادا سے ان کو حاصل ہوتے رہتے تھے اور اپنی حاجت روائی کے لئے ان کے ہاتھوں کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ اور باقی بھی قریباً سب کے سب ایسے ہیں کہ کسی نہ کسی رنگ میں اس کے اور اس کے بزرگوں کے زیر منت و احسان ہیں نہایت بے ادبی اور گستاخی سے لیا ہے۔ مذہب اور چیز ہے۔ اور شرافت اور چیز ہے۔ بات بری نہ تھی کہ اگر آپ لوگ اپنے مذہب کی تائید کرتے۔ لیکن اس کام میں اس شخص کا نام جس کے خاندان کے ہزاروں قسم کے احسان اور حقوق آپ لوگوں پر تھے اس گستاخی سے لینا ہرگز آپ لوگوں کے لئے جائز نہ تھا اور اس حرکت سے آپ لوگوں نے اپنی انسانیت کو بھی بٹہ لگا دیا۔

پھر آپ کے جلسہ میں جو رنگ اختیار کیا گیا ہے اسے دیکھیں کس طرح ناپاک اور گندہ حملے اس میں کئے گئے ہیں جو خدا کا خوف رکھنے والا انسان کبھی نہیں کر سکتا۔ کسی شخص کی بے ادبی اس کے دشمنوں اور مخالفوں کو درد نہیں محسوس ہوتا بلکہ دوستوں اور ماننے والوں کو ہوتا ہے۔ مرزا صاحب کی نسبت جو الفاظ آپ کے بلائے ہوئے مولویوں نے استعمال کئے ہیں اگر وہی لفظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کسی اور مذہب کا پیرو استعمال کرے اور اس مجلس میں با غیرت مسلمان بیٹھے ہوں تو جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ وہ جلسہ گاہ خون سے بھر جائیگا۔ اور وہ بدگو چند ہی منٹ میں اگلے جہان میں اپنی بدگوئیوں کا جواب دینے کے لئے بھیجدیا جاویگا اور یہی حال اس کے ساتھیوں کا ہوگا۔ جو تکلیف اس بات سے سب مسلمانوں کو ہو سکتی ہے۔ وہی تکلیف ہمیں حضرت مرزا صاحب کی نسبت اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے سے ہوتی ہے۔ کیونکہ ہم آپ کو رسول کریم کا جانشین اور آپکا روحانی بیٹا مانتے ہیں پس رسول کریم صلعم کے طفیل ہمیں آپکے نام کی بھی غیرت ہے، مگر آپکے بلائے ہوئے مولویوں نے بغیر ہمارے احساسات کا خیال کئے اس قسم کے الفاظ استعمال کئے اور ہمارے آدمی اس پر خاموش رہے کیونکہ انہیں یہی تعلیم ملی تھی کہ صبر و حوصلہ سے کام لیں۔ اسی طرح ہمارے بعض معزز دوستوں کی ہتک کرنیکا ارادہ کیا گیا اور خود جواب کے لئے بلا کر جب وہ جواب دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے سخت کلامی کیگئی۔ پس ان امور پر غور کریں اور سوچیں کہ کیا ایمانداری کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔

آپ لوگوں کو حضرت مرزا صاحب کا جھوٹ یا سچ معلوم کرنے کے لئے کہیں باہر سے
مولوی بلانے کی ضرورت نہ تھی خدا تعالیٰ نے آپکے لئے آپکے گھر میں مولوی کھڑے ہوئے تھے
آپنے خود مرزا صاحب کی ابتدائی اور آخری حالت کو دیکھا تھا وہی آپکے لئے کافی واعظ تھی آج
سے تیس سال پہلے آپ لوگ جانتے ہیں قادیان کی کیا حالت تھی اس وقت مرزا صاحب نے
پیشگوئی کی تھی کہ قادیان کا نام دُور دُور مشہور ہوگا اور دور دور سے لوگ یہاں چل کر
آئیں گے اور اب یہی ہو رہا ہے آپنے کہا تھا قادیان بہت ترقی کریگی اور اب ویسا
ہی ہو رہا ہے۔ باہر کے دشمنوں کو جانے دو۔ قادیان کے دشمنوں کا دیکھو کیا حال ہوا
جب مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا ہے تو کس طرح آپکے مخالفوں نے
شور مچایا ہر قسم کے کام کرنے والوں کو کاموں سے روکا گیا۔ جو مہمان آتے تھے ان کو
دق کیا گیا مسجد کا راستہ بند کیا گیا بے وجہ دنگا اور فساد کیا گیا مگر اس کا نتیجہ کیا ہوا [illegible]
تو اس بھری ہوئی گھر کا اب کیا حال ہے جس میں بیسیوں آدمی تھے اب اس کا ایک یتیم بچہ
ہے اور وہ بھی احمدی ہو گیا ہے اس گھر کی رونق اور حکومت کو دیکھو اور پھر حضرت مسیح
موعود کے مقابلہ کے بعد اس کی حالت کو دیکھو اسی طرح آریوں نے جب بلا وجہ آپکا
مقابلہ کیا اور آپنے ان کے متعلق قبل از وقت لکھ دیا کہ یہ **جلد ہلاک**
ہو جاویں گے تو کس طرح تڑپا تڑپا کر طاعون نے ان مخالف گھروں کا صفایا ایک سال
میں کر دیا۔ کیا ہم نے اپنے ہاتھ سے ان مخالفوں کو مارا تھا اسی نے ان کو ہلاک کیا جو
ہمیشہ سے راستبازوں اور سچے بندوں کے دشمنوں کو ہلاک کرتا آیا ہے۔
آپ لوگوں کو چاہیئے تھا کہ ان واقعات
سے عبرت پکڑتے۔ لیکن آپنے عبرت نہ پکڑی اور گستاخی میں کوئی انتہا نہ رکھی
اب اس کے بد نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہیں کیونکہ انسان کے عذاب سے انسان بچ سکتا ہے
لیکن خدا کے عذاب سے نہیں بچ سکتا ہمیں جوش دکھانے کی ضرورت نہیں
اگر آپ لوگ توبہ نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ خود غیرت دکھائیگا اور ایسے رنگ میں
دکھائیگا کہ دشمنوں کا انجام مدتوں لوگوں کے لئے عبرت کا ذریعہ ہوگا۔ خدا کے پیاروں
کا مقابلہ آسان نہیں نقل کرنی آسان ہے۔ مگر اصل کی مشابہت حاصل کرنی مشکل
میں نے سنا ہے کہ آپ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے ایک مولوی صاحب نے بیان کیا ہے کہ اگر کوئی
شخص میرے پاس کچھ مدت رہے۔ تو بذریعہ رویا اور کشف اسکو معلوم کروا دونگا کہ مرزا
صاحب جھوٹے ہیں۔ ان مولوی صاحب نے مسیح موعود کی نقل کی ہے۔ کیونکہ آپنے یہ اعلان کیا
تھا کہ اگر کوئی شخص چالیس دن میرے پاس آ کر رہے تو اسے میری صداقت میں کوئی نشان
دیا جاویگا۔ مگر خدا کی باتوں کی نقل کرنی آسان نہیں اگر ان مولوی صاحب میں اس قدر طاقت
ہے کہ وہ دوسروں کو رویا اور کشف کرا سکتے ہیں تو ان کو خود رویا اور کشوف ضرور ہوتے ہونگے۔
وہ پہلے خود تو کشوف اور رویا شائع کریں جن میں ان کو بتایا گیا ہو کہ مرزا صاحب جھوٹے تھے
مگر ساتھ یہ بھی شرط ہوگی کہ قسم کھا کر یہ بھی اعلان کریں کہ ان کے کشوف و رویا نہ
شیطانی ہیں اور نہ پراگندہ خیالات بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اگر میں جھوٹا ہوں تو
مجھ اور میرے اہل و عیال پر خدا کا غضب نازل ہو۔ اور اگر وہ ایسا کر سکے بعد کسی عبرت انگیز
آسمانی عذاب میں گرفتار نہوں اور آپ پر اور ان کے کنبہ پر غضب الٰہی نازل نہو
تو مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جاویگا لیکن مجھے غالب خیال ہے کہ وہ یہ

ل تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۵۵

قادیان میں غیر احمدیوں کا جلسہ

چار فرضی احمدیوں کی توبہ

۲۳، ۲۴، ۲۵ نومبر کے وہ دن جن میں قادیان کے غیر احمدیوں نے اپنے علماء اور اصفیاء کو یہاں بلایا تھا آئے اور گذر گئے۔ لیکن حقیقت شناس لوگوں کے لئے حق اور باطل میں تمیز کرنے کے لئے نہایت واضح اور کھلے کھلے نشانات چھوڑ گئے۔ ان دنوں جن "علماء اور اصفیاء" نے یہاں رونق افروز ہو کر اپنے علم اور تقویٰ - دیانت اور امانت - حق پسندی اور صداقت شعاری کا ثبوت دیا - آہ ان کا تذکرہ نہایت ہی افسوسناک اور رنج دہ ہے - اور جو طرز عمل انہوں نے اختیار کیا وہ بہت ہی عبرتناک اور قابل غور ہے۔ لیکن چونکہ حق پسند اور انصاف جو اصحاب کے لئے نہایت مفید اور فائدہ رساں ہے - کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد علماؤھم شر من تحت ادیم السماء کی نہایت ہی واضح اور کھلی تفسیر ہے - اس لئے بادل ناخواستہ اسے لکھا جاتا ہے۔

ان لوگوں نے اپنے جلسہ میں جو کچھ درافشانی کی - اور اپنی قابلیت اور علمیت کے جو جوہر دکھلائے - افسوس ان کے مفصل بیان کرنے کی گنجائش نہیں - تاہم امید ہے کہ جو کچھ پیش کیا جائیگا - اسے مشتے نمونہ از خروارے سمجھ کر اصل حقیقت کا اندازہ لگایا جا سکیگا -

(۱)

اپنے اختلاف کی پردہ پوشی

میاں نظام الدین صاحب امرتسری کی صدارت میں پہلا اجلاس شروع ہوا۔ میں جب جلسہ گاہ میں جو آریوں کا چبوترا ہے پہنچا - تو مولوی عبد العزیز صاحب امام مسجد گورداسپور تقریر کر رہے تھے ان کی تقریر میں نصف سے زیادہ حصہ مثنوی کے اشعار کا تھا - اور ان کو اس بات کی کچھ پرواہ نہ تھی کہ ان کے سننے والوں میں کس قدر ایسے لوگ ہیں - جو ان کی اس شعر خوانی کو سمجھ سکتے ہیں انہوں نے ومن یشاقق الرسول پر ایک عجیب لطیفہ فرمایا کہ اگر تھوڑا سا اختلاف رسول کے ساتھ ہو جاوے - تو کچھ ڈر نہیں - لیکن اگر بالکل مخالفت ہو جاوے تو پھر منشاء اور ہو جاتا ہے۔

اس اجتہاد سے معلوم نہیں مولوی صاحب ان غریب ان پڑھ لوگوں کے کیا ذہن نشین کرنا چاہتے تھے - غالباً وہ اس اجتہاد سے قلوبھم شتی کے مصداق علماء کی پردہ پوشی کرنا چاہتے تھے جو اس پلیٹ فارم پر جمع ہو چکے تھے - اور ایک دوسرے کو اسی آیۃ کا مصداق بنانے کو تیار ہو سکتے تھے - باہمی فتوے بازی سے بچنے کے لئے یہ انوکھا اجتہاد انہوں نے کیا - اور علماء نے (کیونکہ یہی کہا جاتا تھا کہ علماء کرام موجود ہیں ایڈیٹر) اس کو ٹھنڈے دل سے سنا اور کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس غلطی کی اصلاح کرے -

(۲)

خوف و گھبراہٹ

جب یہ وعظ اور مثنوی خوانی ہو چکی - تو مولوی امام الدین صاحب کھڑے ہوئے انہوں نے ان کنتم تحبون اللہ پر تقریر شروع کی - مگر کچھ ایسی حالت اضطراری تھی کہ اول اول پورے الفاظ ان کے منہ سے نہ نکل سکتے تھے اور اسی گھبراہٹ میں جب انہوں نے الیوم اکملت لکم دینکم کی آیت پڑھی - اور اس بیخودی میں دینکم پڑھ دیا تو علماء کرام کے طبقہ سے آوازیں اٹھیں دینکم اس آواز نے مولوی صاحب پر جو اثر کیا وہ ناظرین قیاس کر سکتے ہیں - الفاظ اس کے اظہار کے متحمل نہیں ہو سکتے

آپ نے ختم نبوت کے سوال کو بھی چھیڑا - اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد انت منی بمنزلۃ ھارون کو دوہرانا چاہا مگر آپ کے قلب پر کچھ ایسا خوف طاری تھا کہ آگے بھول گئے - اس لئے پھر علماء نے مساعدت کی اور لقمہ دیا کہ لا نبی بعدی -

اب مولوی صاحب ذرا سنبھلے - اور خاتم النبیین کے معنے فرمائے کہ بعد میں نبی نہیں آئیں گے - اور اگر آئیں گے تو وہ معبوث ہونگے - پھر آپ نے تعریف کے طور پر کہنا چاہا کہ "نبی اعلےٰ درجہ کے عابد ہوتے ہیں ایسے نہیں ہوتے کہ - - - بادام روغن کھائیں" معلوم نہیں یہ معیار صداقت مولوی صاحب نے قرآن کریم کی کس آیت سے استنباط کیا کہ بادام روغن استعمال کرنے والے نبی نہیں ہوتے - شاید مولوی صاحب کے نزدیک یہ حرام ہوگا - اور قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کو کلوا من الطیبات سے منع کر دیا گیا ہوگا -

خدا کی عجیب شان ہے - مولوی صاحب ابھی کچھ اور بھی زبان کھولنا چاہتے تھے کہ ان کے دائیں بائیں سے آوازیں اٹھیں کہ وقت ہو گیا - بیچارے افسردہ خاطر ہو کر بیٹھ گئے -

(۳)

عقل کو جواب

اس کے بعد مولوی حکیم ابو تراب عبد الحق صاحب کھڑے ہوئے - جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ ایک عرصہ سے میدان مقابلہ میں آ ترسے ہوئے ہیں اور فریقین میں اشتہار بازی سے گذر کر مقدمہ بازی تک نوبت پہنچی ہوئی ہے -

مولوی ابو تراب صاحب نے بھی مسئلہ خاتم النبیین پر تقریر شروع کی - مولوی صاحب نے بھی جو نکات معرفت بیان کئے - ان میں سے ایک یہ ہے -

یہ کہہ دیا کہ شریعت کے ہر مسئلہ کو عقل سے سمجھا جاوے یہ درست نہیں یہ صحابہ کا کام نہ تھا - وہ صرف مان لیتے تھے :-

مولوی صاحب نے یہ حقیقت بیان کر کے بتا دیا کہ قرآن مجید میں افلا تعقلون جو بار بار آیا ہے - نعوذ باللہ غلط ہے اور لو کنا نسمع او نعقل کی آیت بھی ان کے نزدیک اس لحاظ سے صحیح مفہوم اپنے اندر نہیں رکھتی - گویا نعوذ باللہ قرآن مجید عقل سے معطل کرنے کے لئے آیا ہے - اور اس کی تعلیم عقلی معیار پر صحیح ثابت نہیں ہوتی ؎

گر تو قرآن بدیں نمط خوانی ؛ ببری رونق مسلمانی

حکیم ابو تراب صاحب نے حضرت مسیح موعود پر حملہ کرنے کے لئے زبان کھولی - کہ خلقت کو کہتا کہ دنیا جمع نہ کرو مگر خود لوگوں کو کہتا کہ ہمیں بھیجو - اور مقبرہ بہشتی کی طرف اشارہ کیا - پھر حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر اعتراض کیا کہ ان کی پیشگوئیاں غلط نکلیں -

غرض اس قسم کی نکتہ چینی سے کے بعد انہوں نے اپنے وقت کو پورا کیا ؛

(۴)

لاتقف مالیس لک بہ علم کی خلاف ورزی۔

پھر مولوی نور احمد صاحب امرتسری کھڑے ہوئے جن کی تعریف میں پریزیڈنٹ صاحب نے خاص طور پر حصہ لیا۔ اور مولوی صاحب نے اپنی تقریر کو بہروپیئے کی مثال سے شروع کیا۔ اور اپنا تقدس اور بزرگی جتانے کے لئے علماء کو جو موجود تھے۔ ارباب علم کی حقیقت سمجھائی۔ اور بیان کیا کہ لوگ خاص مضمون (جس سے ان کی مراد سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت ہے) سننے کے لئے آئے ہیں۔ میں اس مضمون کو بیان کروں گا ۔

مگر ساتھ ہی اس خاص مضمون کے متعلق بیان کیا۔ کہ میں نے مرزا صاحب کی کتابیں نہیں پڑی ہیں۔ کوئی رسالہ کسی نے دیدیا تو دیکھ لیا۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم مینے دیکھا ہے۔ کوئی دے گیا تھا ۔

اس واقفیت اور تحقیقات پر یہ شخص باوجود اپنے دعوئے تقدس و مشیخت کے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر اعتراض کرنے کو کھڑا ہوتا ہے۔ اور ارباب علم کو کمثل الحمار کمثل الکلب اور حمار یحمل اسفارا کا مصداق ٹھہرانے کے باوجود ایک مقدس اور برگزیدہ ربانی پر اعتراض کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اسکی حالت سخت نازک اور افسوسناک ہے۔ پریزیڈنٹ صاحب نے ان کے تقدس اور علم کی جو تعریف کی تھی۔ اس کی حقیقت خود مولوی صاحب نے اپنے بیان سے کھولدی ۔

خدا کا خوف اور اسکی رضا اگر دل میں ہو تو انسان لا تقف مالیس لک به علم پر عمل کرے۔ مگر ایک عالم کہلاتا ہے۔ اور یہ اظہار کرنے کے باوجود کہ مرزا صاحب کی کتابیں نہیں پڑہی ہیں۔ ان پر حملہ کرنے کے لئے زبان کھولتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ انکی تقریر پر قبل دوپہر کی کارروائی ختم ہوئی ۔

(۵)

۲۴ تاریخ بعد دوپہر ایک مولوی صاحب نے جنکو نواب الدین کے نام سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف خاص طور پر درافشانی فرمائی۔ جو بڑے زور سے چیخ چیخ کر سامعین پر اپنا سکہ جمانا چاہتے تھے۔ اور شنائے خود کرنے میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا رہے تھے۔ لیکن آپ کی قابلیت اور مبلغ علم کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کسی اور شخص کا شایع شدہ ایک ٹریکٹ سنا رہے تھے۔ جو فرسودہ اور پامال شدہ اعتراضات پر مشتمل تھا۔ اور جن کے ہماری طرف سے ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد دفعہ تحریری اور تقریری جواب دئے جا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنی ہمہ دانی کا ثبوت دینے کے لئے ایک واقعہ پیش کیا۔ کہ ہمارے گاؤں میں ایک شخص احمدی ہو گیا تھا۔ مینے اس سے وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا۔ مرزا صاحب چونکہ تمام دنیا کے لوگوں سے اچھا قرآن جانتے ہیں۔ اس لئے میں احمدی ہو گیا ہوں۔ مینے کہا۔ اگر میں ان سے بڑھکر کسی آیت کی تفسیر کردوں۔ تو مجھے کیا مانو گے۔ اس نے کہا کہ کرکے دکھاؤ اور بلی من اسلم کی تفسیر جو مرزا صاحب نے اسلامی اصول کی فلاسفی میں کی ہے۔ وہ پیش کی۔ مینے اپنے گاؤں کے پٹواری کو منصف مقرر کرکے تفسیر بیان کی۔ اور فیصلہ میرے حق میں ہوا۔ لیکن اس احمدی نے قبول نہ کیا ۔

ہمیں معلوم نہیں کہ یہ واقعہ کہاں تک درست اور صحیح ہے لیکن اگر مولوی صاحب موصوف پر اعتبار کرکے ان کی بات کو درست بھی مان لیا جائے۔ تو ان کی علمیت کی قلعی تو اسی سے کھل جاتی ہے۔ کہ انہوں نے قرآن کریم کی تفسیر کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک پٹواری کو منتخب کیا۔ کیونکہ تمام طور پر پٹواریوں کو جسقدر علم قرآن حاصل ہوتا ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ خیر یہ تو ایسی بات ہے۔ جسمیں احتمال ہے۔ کہ شاید وہ پٹواری صاحب کوئی علامہ دہر ہی ہوں۔ لیکن مولوی صاحب نے اپنی علمیت اور قرآن دانی کا جو ثبوت ہمارے سامنے اس وقت پیش کیا۔ اسی سے اس کے متعلق بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔

قرآن دانی کی پردہ دری

آپ نے کہا کہ احمدیوں کی طرف سے عام طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ غیر احمدیوں کو تو قرآن کریم کی اتنی بھی خبر نہیں کہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کہاں کہاں ذکر آیا ہے۔ اور آج ہی مینے ایک لڑکے کو ایسا کہتے سنا ہے۔ اس لئے اب میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں ۔

معلوم نہیں۔ مولوی صاحب نے کن احمدیوں سے یہ بات سنی۔ یہ بھی انہوں نے نہ بتایا کہ وہ کون لڑکا تھا۔ جسنے ان کے منہ پر یہ بات کہی۔ لیکن مولویصاحب نے جس طریق سے اس کا جواب دیا۔ اس نے ثابت کر دیا۔ کہ واقعی آپ کو اتنا بھی یاد نہیں کہ حضرت عیسیٰ کا ذکر قرآن کریم میں کہاں کہاں ہے۔ کیونکہ آپ نے نجوم القرآن ہاتھ میں لیکر ان جمع شدہ آیتوں کو پڑھنا شروع کر دیا۔ جنمیں حضرت عیسیٰ کا ذکر ہے۔ کیا یہ بھی کوئی قرآن دانی اور علمیت کا ثبوت ہے۔ نجوم القرآن کو لے کر تو ایک آریہ۔ ہندو سکھ۔ عیسائی بھی وہی کچھ بیان کر سکتا ہے۔ جو مولوی صاحب نے کہا۔ کاش وہ اسپر غور کرتے۔ اور اگر وہ خود اتنی عقل کے مالک تھے۔ کہ اس بات کو سمجھ سکتے۔ تو جب دوسرے مولویصاحبان انہیں بار بار بتلاتے اور خاموش ہونے کے لئے کہہ رہے تھے۔ تو اسی وقت باز آجاتے۔ لیکن اس طرح کرنے سے ان کی اس قرآن دانی کی پردہ دری کیونکر ہوتی۔ جسکے متعلق وہ چند ہی منٹ پہلے دعوے کر چکے تھے۔ اور حضرت مرزا صاحب سے بڑھ کر تفسیر لکھنے کے مدعی تھے۔ اس مولوی نے حضرت خلیفہ اول کے مسلمہ اخلاق فاضلہ پر بھی حملہ کیا۔ مگر اس کی لغویت دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا کہ حضرت مولانا نورالدین نے اس کے رقعہ کا جواب نہ دینے میں والذین هم عن اللغو معرضون پر عمل کیا تھا ۔

(۶)

جواب کا مطالبہ

اس کے بعد وہی نور احمد صاحب جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ کھڑے ہوئے اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں اور حالات سے مکرر لاعلمی کا اقرار کرتے ہوئے محمد علی مونگھیری کے ٹریکٹوں کو ہاتھ میں لیکر اس کے اعتراضات دہرانے۔ اور اپنی طرف سے اس قدر اضافہ کرنے لگے۔ کہ احمدی صاحبان اسوقت یا کل یا کسی وقت ان کا جواب دیں ۔

جواب دینے پر آمادگی

اسکے یہ کہنے پر جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے کہا کہ بندہ اس وقت جواب دینے کے لئے حاضر ہے۔ اگر اجازت ہو۔ تو جواب دوں ۔

پریزیڈنٹ کی خوش اخلاقی

جناب مولوی صاحب کے یہ کہنے پر جلسہ کے پریزیڈنٹ صاحب میاں نظام الدین آنریری مجسٹریٹ امرتسر نے نہایت درشت اور نامہذبانہ لہجہ میں کہا۔ کہ بس جی آپ خاموش رہیں آپ کو ہمارے جلسہ میں بولنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس درشت جواب پر ہمیں حق تھا کہ ہم کہتے کہ جب ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ اب جواب دو۔ تو پھر جواب دینے کے لئے

اجازت مانگنے پر کیوں ایسا کہا گیا ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ بات نہ بڑھ جاوے۔ اس وقت تو خاموشی اختیار کر لی گئی۔ لیکن جب مولوی نور احمد صاحب کا لیکچر ختم ہو چکا۔ تو جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے کھڑے ہو کر انسپکٹر صاحب پولیس کو کہا۔ کہ میں آپ کو پریزیڈنٹ صاحب کی اس درشت کلامی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو انہوں نے ہمارے مولوی صاحب سے برتی ہے۔ شیخ صاحب ابھی اپنی بات ختم بھی نہ کرنے پائے تھے۔ کہ پریزیڈنٹ صاحب نے اسی پہلی ٹون میں کہا کہ بیٹھ جاؤ تمہیں بولنے کا حق نہیں۔ اس کے جواب میں شیخ صاحب نے بھی اسی طریق سے کہا میں نہیں بیٹھتا۔ مجھے بولنے کا حق حاصل ہے۔ آپ کو مجھے کچھ کہنے کا حق نہیں ہے۔ آپ کا اجلاس ختم ہو چکا ہے۔ میں انسپکٹر صاحب کو توجہ دلا رہا ہوں۔ آپ سے مخاطب نہیں ہوں۔ اس پر انسپکٹر صاحب نے پریزیڈنٹ صاحب کو خاموش کرا دیا۔ اور شیخ صاحب کو کہا۔ فرمایئے۔ کیا بات ہے۔ شیخ صاحب نے کہا۔ لیکچرار صاحب نے ہم سے یہ مطالبہ کرنے پر کہ اب جواب دو۔ جواب دینے کی اجازت مانگی گئی تھی۔ اگر اجازت نہیں دینی تھی۔ تو کہہ دیا جاتا۔ نہیں دی جا سکتی نہ کہ اس درشتی کے ساتھ جواب دیا جاتا۔ اب اگر ہم سے پھر اسی طرح کا مطالبہ کیا جائے گا۔ تو ہم جواب دینے کے لئے آمادگی ظاہر کرینگے۔ یہ سنکر انسپکٹر صاحب نے ان لوگوں کو فہمائش کی۔ کہ جب آپ لوگ وقت نہیں دیتے۔ تو اس قسم کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں۔ اب ایسا مطالبہ نہیں ہونا چاہیئے ؀

مطالبہ کرنیوالے کا اعلان

اس پر انہی لیکچرار صاحب سے جنہوں نے مطالبہ کیا تھا۔ اعلان کرایا گیا کہ میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ اب جواب دیا جائے۔ بلکہ یہ تھا کہ پھر کبھی دیا جائے۔ اس کے بعد لوگ منتشر ہوئے ؀

(۷)

ہمدردی

پھر جلسہ عصر کے بعد شروع ہوا۔ جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے تقریر کی۔ اور حضرت مسیح موعود کے خلاف غلط بیانی اور غلط فہمی پھیلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ جس سے ہمیں رنج پہنچا۔ لیکن باوجود اس کے تقریر کے خاتمہ پر مولوی صاحب موصوف کے متعلق ایک غیر احمدی کے منہ سے یہ الفاظ سنکر کہ "دیکھا بیٹھا کیسا نکلا" صدمہ ہوا۔ اور ان سے خاص ہمدردی پیدا ہوئی ؀

(۸)

ہمارا اعلان جلسہ

اس روز چونکہ ہمارے سلسلہ کے خلاف اعتراضات کئے گئے تھے اس لئے ان لوگوں کو چاہیئے تھا۔ کہ ان اعتراضات کے جواب بھی اپنے جلسہ میں ہی سنتے۔ تا لوگوں کو حق اور باطل میں تمیز کرنے کا موقعہ ملتا۔ لیکن اپنے اعتراضات کا پول کھلنے اور اپنی غلط بیانیوں کی حقیقت آشکارا ہونے کے خوف سے جب انہوں نے ہمیں جواب دینے کا کوئی موقعہ نہ دیا۔ تو ہماری طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ آج بعد نماز مغرب مسجد اقصیٰ میں مخالفین کے ان اعتراضات کا جواب دیا جائے گا۔ جو انہوں نے اپنے جلسہ میں کئے ہیں۔ اور اگر کوئی صاحب اعتراض کرنا چاہینگے۔ تو انہیں وقت دیا جائے گا اس کے مطابق ہمارا جلسہ رات کو ہوا۔ جس میں جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور جناب میر قاسم علی صاحب نے تقریریں کیں۔ اور مخالفین کے اعتراضات کے نہایت عمدگی اور خوبی سے جواب دئے۔ یہ تقریریں انشاء اللہ اختصار کے ساتھ بعد میں شایع کی جائینگی ؀

مقابلہ پر کوئی نہ آیا

اس وقت اعتراض کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ لیکن ان مولویوں اور جبہ پوشوں میں سے کسی کو مقابلہ پر کھڑے ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔ جو دن کو منہ میں جھاگ لا لا کر اعتراض کرتے۔ یا اپنے آپ کو سٹیج کی زینت کا موجب سمجھتے تھے۔ ہمارا جلسہ رات کے بارہ بجے نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا ؀

(۹)

پریزیڈنٹ نے معافی مانگی

دوسرے دن ۲۵ نومبر کو پھر ۹ بجے غیر احمدیوں کا جلسہ شروع ہوا۔ جس کے پریزیڈنٹ وہی میاں نظام الدین صاحب ہوئے۔ جنہوں نے پہلے دن اپنی تیزیٔ طبع کے جوہر دکھلائے تھے۔ جلسہ کی کارروائی شروع ہونے سے قبل انہوں نے اٹھکر کہا۔ کہ کل میں نے احمدی مولوی صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب کو جو کچھ کہا تھا اس کے متعلق میں نے رات کو شیخ یعقوب علی صاحب سے معافی مانگ لی ہے۔ اور اب اعلان کرتا ہوں کہ اگر میرے الفاظ سے احمدی لوگوں کی دل آزاری ہوئی تھی۔ تو مجھے معاف کیا جائے ؀

(۱۰)

رسول کریمؐ کا ذاتی نام محمد ہے احمد نہیں

اسکے بعد کارروائی شروع ہوئی اور ایک مولوی صاحب جن کا نام محمد یعقوب تھا۔ اور رام پوری کہلاتے تھے۔ لیکچر کے لئے کھڑے ہوئے۔ انہوں نے خدا تعالے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ خدا کا ذاتی نام ہے اور محمد رسول اللہ کا ذاتی نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کلمہ میں انہیں دونوں ناموں کو رکھا گیا ہے۔ ان مولوی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی صرف لا الٰہ الا اللہ کہے۔ تو مسلمان نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر صرف محمد رسول اللہ کہے۔ تو مسلمان ہو سکتا ہے۔ معلوم نہیں۔ انہوں نے یہ نکتہ کہاں سے نکالا۔ اور کیوں تمام اہل اسلام کے خلاف یہ عقیدہ بیان کیا۔ کیا انہیں یہ خیال نہ آیا۔ کہ اگر ان کی یہ بات درست ہے۔ تو پھر کلمۂ شہادت میں جو لا الٰہ الا اللہ کا اقرار بھی رکھا گیا ہے۔ وہ نعوذ باللہ فضول ٹھہرے گا ؀

اس کے بعد آپ نے کہا۔ کہ اللہ کے سوا باقی جس قدر خدا کے نام ہیں۔ وہ صفاتی ہیں۔ اسی طرح محمد کے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جس قدر نام ہیں۔ وہ صفاتی ہیں۔ پس اگر کوئی یہ کہے۔ کہ لا الٰہ الرحمٰن احمد رسول اللہ۔ تو یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ خدا کا اللہ کے سوا اور کوئی اسم ذات نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا محمد کے سوا کوئی اسم ذات نہیں ہے۔ اسم ذات جامع جمیع صفات نام کو کہتے ہیں۔ اس لئے جن صفات اللہ [illegible] نے رحمٰن۔ رحیم۔ غفور۔ کریم وغیرہ تمام خدا کے [illegible]

اور جس نے محمد کہا اس نے احمد۔ ماحی۔ عاقب۔ حاشر وغیرہ تمام رسول کریم کے نام کہے۔ لیکن اگر کسی نے خدا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صفاتی ناموں میں سے کوئی ایک کہا۔ اور اسم ذات نہ کہا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی ایک ہی صفت کا اقرار کیا نہ کہ ساری کا اور یہ درست نہیں ہے۔ پس جو لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ کہتا ہے۔ خواہ کسے باشد۔ زید۔ بکر۔ عمرو۔ کوئی ہو نام لینے کی ضرورت نہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی صفت کو بیان کرتا ہے۔ کیونکہ احمد آپ کا ذاتی نام نہیں۔ بلکہ صفاتی ہے۔ اس لئے ایسا کہنا درست نہیں ہے۔

روئے سخن کس کی طرف تھا

خدا جانے یہ بات بیان کرتے ہوئے رامپوری مولوی صاحب کے پیش نظر وہ کون لوگ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نام احمد قرار دیتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ "کسے باشد" اور "زید۔ بکر۔ عمرو" وغیرہ فرضی ناموں کے پردہ میں ان لوگوں کو نہ چھپاتے بلکہ جرات اور دلیری سے کام لیکر صاف صاف ان کا نام ظاہر کر دیتے۔

ہمارا عقیدہ

مولوی صاحب موصوف کے مندرجہ بالا الفاظ کے متعلق یہ تو کہا نہیں جا سکتا کہ ان کے مشار الیہ ہم جماعت احمدیہ کے لوگ تھے۔ اور کسی مصلحت کی وجہ سے انہوں نے ہمارا نام ظاہر کرنے کی جرات نہ کی۔ کیونکہ دنیا جانتی ہے۔ کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم ذات صرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی مانتے ہیں۔ نہ کہ احمد اور احمد آپ کا صفاتی نام سمجھتے ہیں۔

تمام دنیا کے علماء کو چیلنج

چنانچہ ہمارے مقتدا اور پیشوا حضرت مرزا محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام دنیا کے ان عالموں اور فاضلوں کو جو اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں نہایت پر زور الفاظ میں چیلنج دیا جا چکا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت کر دے کہ احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نام تھا نہ کہ صفت اور یہ کہ جو نشانات نام احمد کے متعلق قرآن کریم میں آئے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں ہوتے ہیں اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاتی من بعدی اسمہ احمد کی پیشگوئی اپنے اوپر چسپاں فرمائی ہے تو ہم ایسے شخص کو ایک مقررہ تاوان جو فریقین کو منظور ہو دینے کے لئے تیار ہوں۔

ہم مخاطب نہیں تھے

پس اس چیلنج کے موجود ہوتے ہوئے کون نادان ہے جو یہ خیال کرے کہ رامپوری مولوی صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ کے مشار الیہ ہم لوگ تھے۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ مولوی صاحب موصوف کا روئے سخن اپنے ہی ہم مشرب لوگوں کی طرف تھا۔ اور انہیں کو وہ ایک غلطی سے آگاہ کر رہے تھے کیونکہ وہ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نام احمد تھا اور آپ ہی یاتی من بعدی اسمہ احمد کے مصداق تھے۔ کیا ہم امید رکھیں کہ اب جبکہ انہیں میں کے ایک مولوی صاحب نے اس حقیقت کا اعلان کر دیا ہے کہ احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نام نہیں بلکہ صفاتی ہے تو وہ ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرینگے۔ اور دلیری اور جرات سے کام لے کر اس معاملہ میں ہمارے ساتھ متفق ہو جائیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم ذات احمد نہیں۔ بلکہ محمد ہے۔ اور یاتی من بعدی اسمہ احمد کے مصداق حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

(۱۱)

آخر میں ہونا کوئی صفت نہیں

رامپوری مولوی صاحب کے بعد مولوی احمد علی صاحب امام سنہری مسجد لاہور کھڑے ہوئے۔ اور آیت خاتم النبیین پڑھ کر کہا کہ اس آیت میں خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صفت بیان کی ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ سب انبیاء کے آخر ہیں۔

کاش مولوی صاحب موصوف عقل و فکر سے کام لیکر سوچتے کہ انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صفت نہیں ہے۔ کیونکہ سب کے آخر ہونا کوئی خوبی کی بات نہیں ہے۔ کیا ایک ایسا بادشاہ جو اپنے خاندان کا آخری بادشاہ ہو اور جس پر اس خاندان کی بادشاہت ختم ہو جائے۔ وہ قابل تعریف اور لائق توصیف ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب انبیاء کے آخر ہونا اور انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والا قرار دینا آپ کی فضیلت اور بڑائی کس طرح ہو سکتی ہے۔ لیکن اس بات کو تو وہ سمجھ سکتا ہے۔ جو عقل سے کام لینا ضروری سمجھے۔ مولوی صاحب موصوف نے تو صاف طور پر ارشاد فرما دیا تھا کہ دینی باتوں میں عقل کو دخل نہیں دینا چاہئے پھر وہ اس کو کس طرح سمجھ سکتے تھے۔

ضرورت نبی

ان مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ چونکہ خدا نے آنحضرت صلعم کے ذریعہ شریعت اسلام کو مکمل کر دیا ہے۔ اس لئے آپ کو سب نبیوں کے اخیر بھیجا ہے۔ تاکہ کوئی نبی آپ کی شریعت میں تغیر و تبدل نہ کرے پس آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ افسوس مولوی صاحب موصوف کو یاد نہ رہا کہ ہر ایک نبی اپنے سے پہلے نبی کی شریعت میں تغیر و تبدل کرنے کے لئے ہی نہیں آیا کرتا بلکہ اسی پر لوگوں کو چلانے کے لئے بھی نبی آتے رہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کے بعد کئی ایک ایسے نبی آئے جو ان کی شریعت پر عمل کرتے اور دوسروں سے کراتے تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ شریعت اسلام کے مکمل ہو جانے پر کیوں کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا۔ جو آپ کی شریعت کا پابند ہو۔ اور لوگوں کو اس پر چلائے۔ ضرور آ سکتا ہے اور ہم حضرت مرزا صاحب کو ایسا ہی نبی سمجھتے ہیں۔

رسول کریم کے بعد نبی

مولوی صاحب نے یہی کہا کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد عیسیٰ علیہ السلام جو زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں آئیں گے ان کے سوا اور کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ افسوس مولوی صاحب نے یہ نہ بتایا کہ جب ان کے نزدیک خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا تو پھر حضرت عیسیٰ کے نبی ہو کر آنے کی استثناء انہوں نے کہاں سے نکالی ہے۔ بات یہ ہے کہ ان کے نزدیک چونکہ دینی باتوں میں عقل سے کام لینا بے عقلی ہے اس لئے وہ اس قسم کی لایعنی باتیں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ تو عقل کے پیچھے ہی لٹھ لیکر دوڑنے والا تھا۔

مردے زندہ کرنا

آپ نے کہا مرزائی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ نے مردے زندہ نہیں کئے۔ یہ غلط ہے۔ مردے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی زندہ کئے ہیں۔ بلکہ آپ کے غلاموں میں سے ایسے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے مردے زندہ کئے ہیں ؟ ؟

ہڈیوں کی مرغی بنکر کڑکڑانا

مولوی صاحب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کوئی ایسا واقعہ بیان کرنے کی ہمت نہ ہوئی جس سے آپ کے کسی مردے کو زندہ کرنے کا پتہ لگتا۔ البتہ گیارہویں والے پیر کے متعلق کہا کہ ان کے پاس ایک بڑھیا اپنا بچہ چھوڑ گئی تھی۔ ایک دن جو اسے ملنے آئی تو دیکھا کہ پیر صاحب خود تو مرغی کا نہایت لذیذ اور مزیدار گوشت کھا رہے ہیں۔ لیکن اس کے بچہ کو سوکھے ٹکڑے کھلانے کو دیے ہوئے ہیں۔ اس کو اسے بہت رنج ہوا۔ اور پوچھا یہ کیا۔ آپ تو مرغی کا گوشت کھائیں۔ اور میرے بچہ کو سوکھے ٹکڑے کھلائیں۔ پیر صاحب نے اس کا تو کوئی جواب نہ دیا ہاں مرغی کی ہڈیوں کو جمع کرکے ان پر ہاتھ رکھ کر کہا زندہ ہو جا۔ وہ زندہ ہو کر کڑکڑانے لگی۔ اس وقت انہوں نے بڑھیا کو کہا جب تمہارا بیٹا اس قابل ہو جائیگا۔ تب مرغی کھانے کے قابل ہوگا۔

مرغی کا گوشت کھانے کی قابلیت

مولانا موصوف کی اس دُرافشانی سے اگر ہم یہ نتیجہ نکالیں تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ میں اس سوکھے ٹکڑے کھانے والے بچہ سے تو بڑھ کر روحانی قابلیت اور استعداد ہوگی۔ کیونکہ آپ نے کئی بار مرغی کا گوشت تناول فرمایا ہوگا۔ لیکن کیا وہ مہربانی فرما کر ہم لوگوں کو جو ان کے نزدیک عقل سے کام لینے کی وجہ سے بے عقل ہیں۔ براہ نوازش اپنی اس قابلیت کے دیکھنے کا موقعہ دیں گے جس کی وجہ سے وہ مرغی کا گوشت کھایا کرتے ہیں۔ یعنی مرغی کو زندہ کرکے دکھا دیں گے شاید وہ اپنی جیب کے پیسوں سے مرغی خرید کر کھانا اسراف سمجھیں۔ اس لئے ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر وہ اس بات کے لئے تیار ہوں تو کم از کم ایک تو بڑی موٹی تازی مرغی ان کی خدمت میں حاضر کر دیں گے اور اگر وہ کہیں گے تو نہایت مزیدار قورمہ پکوا کر بھی سارے کا سارا ان کے آگے رکھ دیں گے۔ لیکن اگر وہ یہ عذر کریں کہ میں نے کبھی "مرغی کا گوشت" کھایا ہی نہیں اور "سوکھے ٹکڑوں" سے پیٹ بھرتا ہوں تو پھر ہم انہیں معذور سمجھیں گے۔

ایک چیل کا ٹکڑے ہو کر زندہ ہونا

مولوی صاحب نے ایک ولی کے متعلق یہ بھی ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دن ان کی مجلس لگی ہوئی تھی کہ ایک چیل قریب آکر بولی جس سے مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں اور خود پیر صاحب کے نازک دماغ کو صدمہ پہنچا۔ پیر صاحب نے جھٹ ہوا کو حکم دیا کہ جا کر اس چیل کا سر اڑا دو۔ وہاں کیا دیر تھی فوراً سے بھی پہلے اس نے چیل کا سر اڑا دیا اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینک دیا۔ پھر جب مجلس برخاست ہوئی۔ تو پیر صاحب کو رحم آیا۔ اور انھوں نے چیل کے ٹکڑوں کو پکڑ کر بسم اللہ پڑھی اور وہ زندہ ہو کر اڑ گئی

پیر کی ضرورت

کاش کوئی ایسے پیر صاحب آج کل ہوتے۔ تا شہروں کے ان کارخانہ داروں کو جن کی مشینوں۔ اور انجنوں کے شور و غل سے آس پاس کے بسنے والوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ مزا ہی چکھا دیتے۔ اور تمام شور و غل کرنے والوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے خاموشی کا ہی عالم بنا دیتے ہیں۔ لیکن آج کل کے ان لوگوں کی ایسی قسمت کہاں جو عقل خداداد سے کام لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور خلاف عقل باتوں کو پرپشہ جتنی بھی وقعت دینے کے روادار نہیں ہیں۔

شان پروفیسری

سنا گیا ہے کہ مولوی صاحب موصوف کسی کالج کے پروفیسر بھی ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو وہ طلباء اور کالج نہایت ہی قابل رحم ہے۔ جس کے پروفیسر کی یہ شان ہے۔ اور جو اس عقل و فہم کا مالک ہے کہ دوسروں کو بھی عقل و فکر سے کام نہ لینے کی تلقین کرتا ہے۔

(۱۲)

قابل شرم حرکت

یہ تو مولوی صاحب کی شان عالمانہ کا اظہار تھا۔ لیکن [illegible] کے لیکچر کے وقت غیر احمدی مولویوں کی طرف سے جو ایک نہایت عبرت انگیز اور قابل شرم حرکت ہوئی اس نے ثابت کر دیا کہ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے متعلق مخبر صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ شرّ من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ فیھم تعود

کرزن فیشن افغان

اولاً وہ حرکت ناشائستہ اور فعل نازیبا تھا کہ ایک کرزن فیشن لڑکے کو جو سوائے پشتو کے اردو اور پنجابی میں بات کرنے کی اہلیت بھی نہیں رکھتا تھا پیش کرکے کہا گیا کہ یہ احمدیت سے توبہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک ترجمان کھڑا کیا گیا۔ جس نے حاضرین کو یہ ترجمہ سنایا کہ قریباً ایک مہینہ ہوا ہے میں یہاں پڑھنے کے لئے آیا تھا اور احمدی ہو گیا تھا۔ لیکن مولوی عبدالغنی صاحب کے ہاتھ پر جو یہاں آئے تھے توبہ کر لی ہے۔ مولوی صاحبان میری پڑھائی اور خرچ کا انتظام کر دیں

آہ! اس وقت کیا ہی دردناک منظر تھا کہ بڑے بڑے جبہ پوش۔ لمبی لمبی داڑھیوں والے مولوی ملانے اور مسجدوں کے امام اور بالفاظ اس مولوی نواب دین کے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ بڑے بڑے ولی۔ غوث اور خدا رسیدہ اصحاب کا مجمع متفق ہو کر ایک ایسے لڑکے کو جس کی داڑھی مونچھ منڈی ہوئی تھی۔ اور جو قادیان میں صرف قریباً ایک مہینہ رہنے کا اقرار کرتا تھا۔ اور جسے ایک آدھ بات کرنے کے لئے بھی ترجمان کی ضرورت تھی۔ اس کو پیش کیا گیا کہ احمدیت سے توبہ کرتا ہے حالانکہ یہ لڑکا یہاں سے چلا گیا تھا۔ اور جس دن غیر احمدی مولوی صاحبان آئے ہیں اس دن پھر واپس آیا تھا۔ جب ہماری طرف سے پریذیڈنٹ کو لکھا گیا کہ اس واقعہ کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کیا آپ کی حق پسندی گوارا کریگی کہ یہ اعلان کر دے کہ پشاوری طالب علم نے قطعاً بیعت نہیں کی۔ اس نے ہمارے مدرسہ میں آکر داخل ہونا چاہا تھا۔ لیکن چونکہ اسے وظیفہ وغیرہ نہیں ملا تھا۔ وہ احمدیت سے محض ناواقف ہے

ایسے شخص کو پیش کرنا غیر مناسب اور غلط فہمی پھیلانا ہے۔ مہربانی کرکے اعلان کردیں کہ یہ نہ احمدی ہے۔ نہ احمدیت سے واقف ہے۔

اس رقعہ کو قریباً تمام مولویوں نے پڑھا اور دیکھا لیکن کیا مجال کہ کسی کے دل میں اس غلط بیانی پر ذرا بھی خوف خدا پیدا ہوا ہو۔ اور وہ اس دھوکہ دہی سے نادم ہوئے ہوں۔ اس وقت تو ہمیں بولنے اور کچھ کہنے کا موقعہ نہیں دیا گیا تھا۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا خدا کے ولیوں اور غوثوں کی یہی شان ہوتی ہے۔ اور کیا خدا رسیدہ لوگ اسی قسم کی حرکات ناشایستہ کے مرتکب ہوا کرتے ہیں۔ یہ تو ایک معمولی مسلمان کی شان کے بھی شایاں نہ تھا۔ چہ جائیکہ علم و عقل کے مدعی۔ اور دینداری و تقوے شعاری کے دعویدار ایسا کرتے۔ لیکن افسوس ان ملانوں پر جنہوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ اور اس طرح اپنے تقوے اور دیانت داری کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا۔

حواس باختہ دہقان

اس کے بعد سٹیج کے قریب سے وحشیانہ طرز پر کسی گاؤں کے ایک شخص کے چیخنے چلانے کی آواز آئی اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے یہ آواز سنائی دی کہ یہ بھی احمدیت سے توبہ کرنا چاہتا ہے۔ اس پر مولویوں کا جمگھٹا اس طرف چل پڑا۔ اور اسے توبہ کے قبول ہونے کی خوشخبری سنانے لگا۔ لیکن وہ شخص کچھ ایسا حواس باختہ ہو رہا تھا کہ اس نے باوجود مولوی صاحبان کے توبہ کا دروازہ کھول دینے کے توجہ ہی نہ کی اور رونے دھونے میں مصروف رہا۔ آخر بہزار دقت جب اسے خاموش کیا گیا تو مولوی نور احمد صاحب امرتسری نے پوچھا۔ کہ "کیا ہوا کیوں روتے ہو" تو اس نے کہا "میں پیر جماعت علی کا مرید ہو گیا تھا" اس سے اس کے رونے کی اصل حقیقت کھل چکی تھی۔ لیکن مولوی صاحبان کو تو اسے احمدی بناکر پھر تائب کرانا منظور تھا۔ اس لئے پھر کہا گیا "پھر کیا ہوا" اس نے کہا "پھر مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہوا" خدا ہی جانتا ہے جو کچھ ہوا۔ چونکہ یہ جواب بھی مولوی صاحبان نے ان کے لئے مفید مطلب نہ دیا تھا اس لئے نہایت فاش گفتاری سے کام لیکر اسے کہا گیا "یہ کیوں نہیں کہتا کہ احمدی ہو گیا تھا"

حواس تو اس کے پہلے ہی گم ہو چکے تھے۔ اور رہے سہے مولویوں ملانوں کی ڈانٹ ڈپٹ اور کھینچا تانی کی نذر ہو گئے اس لئے اسے یہ کہنا ہی پڑا کہ "ہاں"۔ اگر یہ لفظ اس بیچارے مخبوط الحواس کے منہ سے نہ نکلتا تو خدا جانے اس کی جان کب تک ان مولویوں کے ہاتھوں عذاب میں رہتی۔ لیکن اچھا ہوا کہ اس سے تو اسے نجات مل گئی اس پر خوشی کا اظہار کیا گیا لیکن کاش کسی کا سینہ نور ایمان کی روشنی سے منور ہوتا۔ اور تقویٰ و طہارت رکھتا تو اس نظارہ کو دیکھ کر اپنے مولویوں کی حالت پر ماتم کرتا۔

دیہاتی حنفی مسلمان

پھر اسی پر بس نہ کیگئی بلکہ ایک اور شخص کی نسبت آواز آئی کہ توبہ کرتا ہے۔ لیکن جب اس سے پوچھا گیا ہے۔ کہ کیا ہے۔ تو اس نے کہا میں حنفی مسلمان ہوں۔ آپ لوگ دعا کریں کہ خدا اس پر مجھے قائم رکھے یہ غیر متعلق بات سن کر اسے کہا گیا کہ دعا تو ہم تمہارے لئے کریں گے۔ لیکن یہ تو بتاؤ اب کیوں کھڑے ہوئے ہو۔ کیا تم احمدی ہو گئے تھے۔ یہ کہنے کے بعد جب اسے جواب دینے کی مہلت دی گئی۔ تو بیچارے کو ارد گرد کے لوگوں نے گھیر لیا۔ اور کہا کہ کہو احمدی ہو گیا تھا۔ اب توبہ کرتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے وہ پہلے شخص جتنے گزودھا نہ رکھتا تھا کہ ان کی باتوں میں آجاتا۔ اس نے یہ جواب دیا کہ "میں احمدی تو نہیں ہوا تھا ہاں دو جمعے احمدیوں کے پیچھے پڑھے تھے۔ اور میرا دل ڈول گیا تھا"۔ اس پر اسے کہدیا گیا کہ اچھا توبہ کرو۔ تمہاری توبہ بھی منظور۔

اصل حقیقت

یہ ہے ان لوگوں کی حقیقت جن کی توبہ قبول کیگئی۔ اور نہ معلوم جن کے متعلق اب کیا کچھ ظاہر کیا جائیگا۔ لیکن جب ہمارے سامنے بیٹھ کر ان لوگوں کو باطل اور جھوٹ کا اظہار کرتے ہوئے۔ شرم نہ آئی۔ تو اپنے گھر بیٹھ کر کب آنے لگی ہے۔ پھر یہاں تو انہیں میں ایک دوسرے کے حریف ایک دوسرے کا کچا چٹھا جاننے والے ایک دوسرے کے شرمناک واقعات زندگی سے واقف بھی موجود تھے۔ اس کا ہی وہ کچھ خیال رکھتے۔ کہ اگرچہ آج وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث کے مطابق حق کے مقابلہ میں ایک ہو گئے ہیں۔ تو کل پھر جب ان میں سر پھٹول ہوگی۔ اور ایک دوسرے کو صلواتیں سنائیں گے۔ اس وقت ایک دوسرے کو کیا منہ دکھائیں گے۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب اگر ان لوگوں کی نسبت جن کو انہوں نے اپنے خیال میں احمدیت سے تائب کیا ہے عوام الناس کو دھوکہ دیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ جب انہیں سامنے دیکھنے اور سننے والوں کو دھوکہ دیتے ہوئے شرم نہ آئی۔ تو جو یہاں موجود ہی نہ تھے۔ ان کو دھوکہ دیتے ہوئے کب آئیگی۔ اس لئے ہم باوجود اس کے کہ اس توبہ کرنے اور کرانے والوں کی اصلیت ظاہر کر چکے ہیں۔ جو سمجھدار اور حق پسند لوگوں کے لئے کافی ہے۔

حلفیہ اعلان کا مطالبہ

اس کی حقیقت ایک اور طرح بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ تمام مولوی ملانے جو یہاں موجود تھے خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر اعلان کردیں کہ جن تین آدمیوں کو ۵ ہو تاریخ توبہ کرنے کے لئے پیش کیا گیا تھا وہ واقعی احمدی تھے۔ اور ہماری تقریروں سے متاثر ہو کر احمدیت سے تائب ہو گئے ہیں۔ اور اگر ہم نے یہ جھوٹ کہا ہو تو خدا کی لعنت ہم پر پڑے۔ اگر وہ یہ حلفیہ اعلان کردیں گے۔ تو ہم ان کو حق بجانب سمجھ لیں گے۔ ورنہ وہ خوب یاد رکھیں کہ ان کے خود بنائے ہوئے احمدیوں کو غیر احمدی بناکر پیش کرنا عقلمند اور دانا انسانوں کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ بلکہ خود ان کے تقویٰ و طہارت دیانت اور امانت کی پردہ دری کا موجب بنیگا۔

(۱۳)

قابل رحم انسان

اس ناحق کوشی کے بعد میاں پیر بخش صاحب نام کے ایک شخص بڑی منت و سماجت کے بعد کھڑے ہوئے دو دفعہ پہلے ان کا وقت دوسروں کو دیا جا چکا تھا۔ مجھے انہیں وقت لینے کی خاطر خوشامد و درآمد کرتے دیکھ کر ان پر بہت ہی رحم آیا۔ جس کی ایک خاص وجہ تھی۔ اور وہ یہ کہ جس

دن وہ معہ مولوی احمد علی اور مولوی محمد یعقوب رامپوری کے لاہور سے قادیان آنے کے لئے گاڑی پر سوار ہوئی ہیں اسی دن میں بھی لاہور سے قادیان آنے کے لئے روانہ ہوا تھا۔ اور اتفاق سے اسی گاڑی میں بیٹھا تھا۔ جس میں وہ بیٹھے تھے مجھے اجنبی سمجھ کر آپس میں خوب کھل کھل کر باتیں کرتے رہے۔ یہاں ضرورت نہیں ہے۔ کہ میں ان کے ان خیالات کا اظہار کروں جو انھوں نے "جہاد" اور "خونی مہدی" کے متعلق ظاہر کئے اور خیالی پلاؤ پکا پکا کر خوش ہوتے رہے اگر ضرورت ہوئی تو پھر کر دیئے جائیں گے۔ البتہ اس قدر بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ میاں پیر بخش صاحب نے گاڑی میں بیٹھنے سے لے کر اترنے تک جتنی باتیں کیں ان کا کثیر حصہ اس بحث وبیز کے متعلق تھا کہ میں یوں لیکچر دونگا یوں حملہ کرونگا۔ یوں اپنا پہلو بچاؤنگا۔ یوں سامعین کو متوجہ کرونگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب بیچارے کو کھڑے ہونے تک کا موقعہ نہ ملا اور دور دفعہ دیا ہوا وقت بھی چھین لیا گیا۔ تو اس کی حالت بہت غیر ہونے لگی۔ آخر اس نے منت سماجت سے کام نکالنا چاہا اور اس میں کسی حد تک کامیاب ہو گیا۔ اور ایک لکھا ہوا مضمون پڑھنا شروع کر دیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے مضمون کوئی ایسا بے نظیر تھا کہ تمام مولوی صاحبان اس کے سننے کی تاب نہ لا سکے اور ابھی وہ چند ہی سطریں پڑھنے پایا تھا کہ بیٹھنے کا حکم دیدیا۔ لیکن آپ [illegible] مانتے۔ پھر حکم ہوا پھر نہ ماننے۔ پھر حکم ہوا۔ آخر کہدیا گیا ہے۔ بس ایک منٹ آپ کو دیا جاتا ہے۔ اس وقت آپ بصد حسرت و یاس یہ کہکر بیٹھ گئے کہ ایک منٹ میں میں کیا کر سکتا ہوں۔ لو بیٹھ جاتا ہوں۔

یہاں یہ بتا دینا مناسب ہے کہ یہ صاحب جن کی قابلیت اور علمیت کی اس بڑی طرح تذلیل کی گئی۔ وہی پیر بخش ہیں جو ہمارے خلاف ٹریکٹ شائع کرتے رہتے ہیں

(۱۴)

شکار ہو جانے کا خطرہ

اس کے بعد لوگ منتشر ہو گئے۔ اور پھر ظہر کے بعد کارروائی شروع ہوئی۔ اس وقت گورداسپور کے ایک وکیل صاحب کو جن کا نام شیخ محمد ہے۔ پریزیڈنٹ بنایا گیا۔ اور میاں غلام احمد صاحب انگ ایڈیٹر اہل فقہ کھڑے ہوئے۔ اور باتباع مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کو غلط پیرایہ میں پیش کرکے اشتعال انگیز حملے کرنے لگے۔ یہ کوئی نئے حملے نہ تھے۔ وہی پرانے اور بوسیدہ تھے۔ جن کا آج سے بہت عرصہ پہلے جواب دیا جا چکا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر کے خاتمہ پر سامعین کو ایک نصیحت کی۔ اور کہا کہ یہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ وہ نصیحت یہ تھی کہ دیکھو احمدیوں کو ہماری کتابیں اور رسالے پڑھنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ چنانچہ وہ ہماری کوئی کتاب نہیں پڑھتے۔ لیکن اگر تم لوگ ان کی کتابیں پڑھو۔ اور ان کی باتیں سنو تو کس قدر افسوس اور رنج کا مقام ہے۔ تم خوب یاد رکھو کہ اگر تم نے ایسا کیا تو ضرور ان کا شکار ہو جاؤ گے۔

حق کا رعب

اللہ اللہ حق کا کیسا رعب اور غلبہ ہے کہ ایک منکر بھی اپنے ساتھیوں کی خیر اسی میں سمجھتا ہے کہ وہ ہماری بات تک نہ سنیں اور نہ ہماری کوئی کتاب پڑھیں۔ اور اس بات کو موثر بنانے کے لئے ہمارے متعلق یہ جھوٹ بولنے سے بھی پرہیز نہیں کرتا کہ ہم نے ان کی کتابیں پڑھنے کی ممانعت کی ہوئی ہے۔ کیا اس بات کا اس کے پاس کوئی ایسا ثبوت ہے۔ جسے دنیا کے سامنے پیش کر سکے۔ اگر نہیں تو اسے شرم کرنی چاہیئے۔ اور اپنی اس کمزوری پر نادم ہونا چاہیئے۔ جس کو مد نظر رکھ کر اس نے ہماری کتابوں کے پڑھنے اور باتوں کے سننے کی اس قدر تاکید کی ہے۔

(۱۵)

انگ صاحب کے بعد وہی مولوی نور احمد صاحب کھڑے ہوئے۔ جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ انھوں نے اول تو اسی نصیحت کو دوہرایا۔ جو ان کے پیشرو نے کی تھی کہ احمدیوں کی کتابوں کو نہ پڑھنا۔ اور ان کی باتوں کو نہ سننا۔ پھر مولوی نگھیرو صاحب کے ٹریکٹ سے اعتراض پیش کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کے متعلق اپنی ناواقفیت کا اس طرح ثبوت دیا کہ حقیقۃ الوحی جیسی مشہور و معروف کتاب کے متعلق اپنے ظہیروں سے دریافت کیا کہ کیا یہ مرزا صاحب ہی کی کتاب ہے۔ آہ! یہ تھی ان کے ایک خاص عالم کی ہمارے سلسلہ کے متعلق واقفیت۔

ہماری دل آزاری

ان مولوی صاحب نے ایک نہایت بیہودہ بات پیش کرکے کہا کہ میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے سامنے ایک ایسی بات پیش کرتا ہوں۔ کہ اگر اس پر عمل کیا جائے۔ تو ایک دن میں فیصلہ ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ انبیاء کے متعلق آیا ہے۔ کہ ان کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی۔ اب مرزا صاحب کی قبر کو اکھیڑ کر دیکھا جائے کہ اگر ان کا جسم صحیح وسلامت ہوا تو ہم ان کو مان لیں گے۔ اور اگر نہ ہوا تو ان کے ماننے والوں کو چاہیئے کہ توبہ کریں۔

ہمارا صبر

ہمیں اس بیان سے جو حضرت مسیح موعود کی قبر اکھیڑنے کے متعلق تھا جس قدر تکلیف ہوئی۔ وہ ہمارے دل ہی جانتے ہیں یا خدا تعالےٰ کو علم ہے جو دلوں کے حالات جاننے والا ہے۔ لیکن ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے صبر اور تحمل سے کام لیا اور اپنے زخمی دلوں کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر خاموش بیٹھے رہے۔

تعجب اور حیرانی

ہمیں جہاں ان مولوی صاحب پر افسوس ہوا وہاں ہمارے تعجب اور حیرانی کی بھی کوئی حد نہ رہی کہ کیوں انھوں نے ایسی بے ہودہ بات اپنے منہ سے نکالی ہے۔ اور کس طرح اس کو انبیاء کی صداقت کی علامت قرار دیا ہے۔ جبکہ خود ہی انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ احد کے شہیدوں کی لاشیں جب اکھیڑی گئیں تو صحیح وسلامت نکلی تھیں۔ کیا ان کے نزدیک احد کے شہید بھی نبی تھے۔ کہ ان کی لاشوں کو مٹی نے نہیں کھایا تھا۔ اگر نہیں تو پھر وہ خود سوچنے کہ یہ علامت ایک نبی کی صداقت کی دلیل کس طرح ہو سکتی ہے۔ پھر کیا وہ اس کی کوئی نظیر بتا سکتے ہیں۔ کہ کسی نبی کی قبر کو اکھیڑنے کے ذریعہ اس کی لاش کو دیکھ کر فیصلہ کیا گیا ہو۔ اگر نہیں تو انھیں یہ بات پیش کرتے ہوئے شرم کرنی چاہیئے تھی۔ اور ہمارے جذبات کا خیال رکھ کر اس کو منہ سے نہیں نکالنا چاہیئے تھا۔ کاش ان میں اتنا ہی سمجھنے کی عقل ہوتی۔ کہ اگر ان کی پیش کردہ بات

پر آج تک دنیا عمل کرتی۔ تو کسی نبی کو بھی اس کی زندگی میں نہ مانتی۔ اور اس بات کی منتظر رہتی کہ کب وہ فوت ہو اور اس کی قبر اکھیڑ کر اس کی لاش کو دیکھا جائے۔ لیکن کیا آج تک کبھی ایسا ہوا ہے۔ کہ اب انھوں نے اس کو پیش کیا۔ پھر کیا اگر کوئی غیر مذہب کا شخص اس حدیث کی صداقت پرکھنے کے لئے جو مولوی صاحب نے انبیاء کے جسموں کے صحیح و سلامت ہونے کے متعلق پیش کی تھی مولوی صاحب سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور نبی کی قبر کے اکھیڑنے کا مطالبہ کرے تو وہ نبیوں کی قبروں کو اکھیڑنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اگر نہیں تو ہمارے سامنے انھوں نے کیوں یہ بات پیش کی۔

رویا اور کشف کرانا

انھیں مولوی صاحب نے ایک اشتہار جس کی سرخی تھی "مرزا صاحب کا عالم برزخ میں واویلا" پیش کر کے کہا۔ کہ اگر کوئی شخص میرے پاس کچھ مدت رہے تو میں کشف اور رویا سے مرزا صاحب کے سچے یا جھوٹے ہونے کا علم کرا دونگا۔ اس کے لئے میں کوئی مدت مقرر نہیں کرتا۔ جب کوئی تیار ہوگا تو اسے دیکھ کر اس کی استعداد کے مطابق مدت مقرر کر دی جائیگی کاش مولوی صاحب نے جب یہ بات پیش کی تھی تو اس وقت ہمیں بھی کچھ کہنے کا موقعہ دیتے تاہم اپنے متعلق ان سے مدت مقرر کرا کر ان کے ساتھ ہی چل پڑتے لیکن انھوں نے ایسا نہ کیا۔ امید ہے۔ کہ ۲۶ تاریخ یہاں سے روانہ ہونے سے قبل انھوں نے اپنی اس بلند پروازی کا جواب ہمارے امام و پیشوا کی طرف سے ملاحظہ کر لیا ہوگا۔ جو چھاپ کر ان کی خدمت میں بھیج دیا گیا تھا اور وہ جواب یہ ہے کہ:-

ہمارا مطالبہ

"اگر ان مولوی صاحب میں اس قدر طاقت ہے کہ وہ دوسروں کو رویا اور کشف کرا سکتے ہیں تو ان کو خود رویا اور کشوف ضرور ہوتے ہونگے۔ وہ پہلے خود تو وہ کشوف اور رویا شائع کریں جن میں ان کو بتایا گیا ہو۔ کہ مرزا صاحب جھوٹے تھے۔ مگر ساتھ یہ بھی شرط ہوگی۔ کہ قسم کھا کر یہ بھی اعلان کریں کہ ان کے کشوف و رویا نہ شیطانی ہیں۔ اور نہ پراگندہ خیالات۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر خدا کا غضب نازل ہو اور اگر وہ ایسا کرنے کے بعد کسی عبرت انگیز آسمانی عذاب میں گرفتار نہ ہوں۔ اور ان پر اور ان کے کنبہ پر غضب الٰہی نازل نہ ہو تو مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائیگا۔ لیکن مجھے غالب خیال ہے کہ وہ یہ جرأت نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہر انسان کا دل اس کے کاموں پر گواہ ہوتا ہے۔ اور اگر کریں گے تو یقیناً آسمانی عذاب میں مبتلا ہونگے"

ہم منتظر ہیں کہ مولوی صاحب موصوف اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ اور اس فیصلے کے لئے اپنے آپ کو کب پیش کرتے ہیں۔

(۱۶)

اشتعال انگیز تقریر

ان کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب کھڑے ہوئے۔ اور اپنا رٹا رٹایا لیکچر پیشگوئیوں کے متعلق شروع کر کے ذمہ دار افسروں کی موجودگی میں ہماری اس قدر دل آزاری کی کہ جس کی کوئی حد نہ رہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں جو ہمیں اپنی جان و مال سے زیادہ عزیز ہے۔ نہایت گندے اور بازاری الفاظ استعمال کئے۔ تمسخر و استہزا کو روا رکھا۔ ہنسی اور مخول کیا۔ لیکن اس پر بھی ہم نے صبر کیا۔

(۱۷)

معافی مانگنا

ان کی تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ اور پھر عصر کے بعد کارروائی شروع ہوئی۔ پیشتر اس کے کہ کوئی لیکچرار کھڑا ہو مولوی نور احمد صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں نے اپنے لیکچر میں مرزا صاحب کی قبر کے متعلق جو کچھ کہا تھا اس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ احمدیہ جماعت کے لوگوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ میں ان سے معافی مانگتا ہوں۔ کاش مولوی صاحب پہلے ہی عقل سے کام لیتے۔ اور ایسے رنجدہ الفاظ سے ہماری دل آزاری کے مرتکب ہی نہ ہوتے تا انھیں معافی کی درخواست کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

(۱۸)

خواہ مخواہ کی توبہ

اس کے بعد پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کو کھڑا کیا گیا جنہوں نے اپنے ایک پرانے مضمون کو جو ۱۹۱۰ء میں مرقع قادیانی میں شائع کیا تھا اور جس کو بصورت جدید تھوڑے دن ہوئے پھر شائع کیا تھا سنانا شروع کیا۔ اس پر جلسہ کا وقت ختم ہو گیا۔ اس وقت جبکہ یہ لوگ منتشر ہو رہے تھے۔ ایک گوشہ سے آواز آئی کہ ایک شخص توبہ کرنا چاہتا ہے۔ اس پر مولوی صاحبان نے چلانا شروع کیا کہ جس نے توبہ کرنی ہے۔ آگے آجائے۔ ادھر مولوی نور احمد امرتسری توبہ کرانے کے لئے آگے بڑھے۔ اور ادھر سے ایک لڑکے کو کچھ لوگ۔ زبردستی آگے لانے کی کوشش کرنے لگے۔ مگر وہ پیچھے ہٹنے لگا۔ آخر وہ ان کے پنجہ میں نہ آیا اور آواز دینے والوں اور مولوی صاحبان کو شرمندہ ہو کر خاموش ہو جانا پڑا۔

(۱۹)

اس دن بھی ہماری طرف سے رات کو مسجد اقصیٰ میں جلسہ کیا گیا۔ جس میں مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور جناب میر محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل نے نہایت پرزور تقریریں کیں۔ اور خاتمہ پر سوال کرنے کا اعلان کیا گیا۔ مگر کوئی مولوی سامنے نہ آیا۔ حالانکہ سوال کرنے کا موقعہ دینے کا اعلان پہلے سے ہی کر دیا گیا تھا۔

(۲۰)

زر طلبی کا طریق

یوں تو لیکچروں کے دوران میں عجیب عجیب پیراؤں میں چندہ لینے کی کوشش ہوتی رہی۔ لیکن ایک موقعہ پر مولوی ثناء اللہ الدین کو خاص طور سے کھڑا کیا گیا۔ اس نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا۔ صاحبان آپ لوگوں کے لئے دور دور سے یہاں علماء جمع ہوئے ہیں۔ ان کی خوراک لباس اور کرایہ وغیرہ کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے آپ لوگ اس کو پورا کر دیں۔ یہ الفاظ سنکر مولوی صاحبان کے حلقہ سے آواز آئی کہ علماء کے لئے روپیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تو اپنے کرایہ پر آئے ہیں اور

خود چندہ بھی دیں گے۔ اس پر مولوی ثواب دین نے کہا کہ مولوی صاحبان اپنے ہی کرایہ پر آئے سہی لیکن پھر بھی روپیہ کی ضرورت ہے۔ مولوی صاحبان نے یہ بات کہنے کو تو کہہ دی کہ ہم بھی چندہ دیں گے۔ لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا مرد میں نہ نکلا جو ایک پھوٹی کوڑی دینے کا بھی روادار ہوتا۔ کیونکہ اگر کوئی دیتا۔ تو جس طرح اور دینے والوں کا اعلان کیا جاتا تھا۔ اس کا بھی کیا جاتا۔ لیکن ہم نے ایک پریذیڈنٹ کے چندہ کا اعلان ہوتے تو سنا۔ جو کہ علماء میں شامل نہ تھا لیکن کسی مولوی کے متعلق نہ سنا۔ بلکہ چلتے وقت علماء کی جیب میں مولوی ثناء اللہ صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں کرایہ وغیرہ کے علاوہ بھی مٹھی گرم کی گئی

(۲۱)

مولوی محمد حسین صاحب کی آمد و روانگی

سنا گیا ہے۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی یہاں آئے تھے۔ لیکن انھیں صاف جواب دے دیا گیا۔ کہ آپ کے لیکچر کا وقت گذر چکا ہے۔ اس لئے آپ کو بولنے کا موقعہ نہیں دیا جا سکتا۔ یہ سن کر وہ بیچارے اسی وقت واپس چلے گئے۔ معلوم ہوتا ہے ان کے حال پر جو یہ نوازش کی گئی ہے۔ اس کا موجب مولوی ثناء اللہ صاحب ہوئے ہیں۔ جنہیں ان سے مدت سے خاص پرخاش ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے ساتھ جس نے ان پر عدالت کے ذریعہ جرمانہ کرایا تھا۔ اور میاں غلام احمد کے ساتھ جس نے ان کے نہایت خفیہ اور شرمناک رازوں کا بھانڈا پھوڑا تھا اکٹھے ہو سکتے ہیں تو پھر اپنے "روحانی باپ" مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی موجودگی انھیں کیوں شاق گذری۔ کہ ان کی تخریب کا موجب ہوئے۔ امید ہے وہ اس راز کو افشا کر دیں گے یا خود مولوی محمد حسین صاحب اپنی آمد و واپسی کی حقیقت ظاہر کریں گے۔

(۲۲)

ہماری طرف سے تمام مولویوں کو دعوت دی گئی تھی۔ اور جس وقت مولوی ثناء اللہ ہمارے بعض علماء سے ملنے کے لئے آئے تو کہا گیا کہ ہم آپ کے ذریعہ تمام ان مولوی صاحبان کو جو یہاں آئے ہیں تحقیق حق کے لئے ٹھیرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اور آپ لوگوں کے قیام و طعام کا انتظام ہم کریں گے۔ مولوی صاحب نے کہا میں مشورہ کر کے جواب دونگا۔ لیکن کوئی جواب نہ دیا۔ کاش ان لوگوں کو احقاق حق منظور ہوتا تو ہماری دعوت کو منظور کرتے اور ٹھیر جاتے۔ لیکن یہ تو کھیل تماشہ کے طور پر آئے۔ جو کر کے چلے گئے۔

گوجرانوالہ میں احمدیت کے خلاف کس نے بدظنی پھیلائی

چند دن ہوئے گوجرانوالہ میں اہلحدیث فرقہ کے لوگوں نے جلسہ کیا تھا جس میں حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کو غیر مبائعین نے اپنی طرف سے وفات مسیح کے مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے پیش کیا تھا۔ اگرچہ یہ مسئلہ ہر ایک اس شخص کے لئے۔ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہے۔ ایک معمولی مسئلہ ہے۔ لیکن مرہم عیسیٰ صاحب کو اپنی شامت اعمال کی وجہ سے وہاں سخت نادم اور شرمندہ ہونا پڑا۔ اور اس کی وجہ سے احمدیہ سلسلہ کے متعلق عوام الناس میں ایک قسم کی غلط فہمی پیدا ہو گئی جس کے ازالہ کے لئے جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو وہاں بھیجا گیا اور انھوں نے کامیابی کے ساتھ لیکچر دیئے۔ اس کے لئے غیر مبائعین کو مولوی صاحب موصوف کا ممنون ہونا چاہیے تھا کیونکہ ان کو اپنے ایک مبلغ کی ناقابلیت کی وجہ سے جو شرمندگی اٹھانی پڑی تھی اس کو دور کرنے کے لئے لیکچر دیئے گئے تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے ان لوگوں کی فطرت کچھ ایسی مسخ ہو گئی ہے کہ اپنے محسن کا احسان ماننا تو الگ رہا محسن کشی کے ارتکاب سے بھی باز نہیں رہتے۔ چنانچہ ۱۲ - نومبر ۱۹۱۷ء کے پیام صلح میں ایک نامعلوم الاسم غیر مبائع کی طرف سے مولوی غلام رسول صاحب کے متعلق شائع ہوا ہے۔ کہ انھوں نے "عیسائی اور آریہ سامعین کو خصوصاً احمدیہ سلسلہ پر بہت ہی بدظن کر دیا"

اگر یہ لکھنے والے میں کچھ بھی عقل اور سمجھ ہوتی تو وہ اس غلط بیانی کا کبھی مرتکب نہ ہوتا۔ اور پھر اگر وہ اس کا مرتکب ہو گیا تھا۔ تو ایڈیٹر صاحب پیام کو اس کے شائع کرنے کے وقت ہوش و حواس کو بالائے طاق نہیں رکھنا چاہیے تھا کیونکہ گوجرانوالہ میں ان کا مبلغ جو کچھ کر آیا تھا۔ اس سے وہ ناواقف نہ تھے۔ لیکن محض اس لئے کہ مولوی غلام رسول صاحب کا تعلق مبائعین سے ہے۔ اس غلط بیانی کو شائع کر دیا۔ اور اس بات کی بھی پرواہ نہ کی کہ مولوی صاحب موصوف انھیں کی پیدا کی ہوئی غلط فہمی اور بدظنی کو دور کرنے کے لئے گئے تھے۔ گوجرانوالہ میں ان کے مبلغ صاحب کی ناقابلیت کی وجہ سے جو کچھ ظہور پذیر ہوا تھا۔ اس کی رپورٹ ہمارے پاس بھی برائے اشاعت پہنچی تھی۔ لیکن ہم نے صرف اس خیال سے کہ غیر مبائعین کو جو اپنے ایک نااہل کی وجہ سے نادم ہونا پڑا ہے۔ اس کی اشاعت کر کے غیر احمدیوں کو مدد دینا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خواہ ہمیں کچھ ہی کہیں پھر بھی ہم سے قریب کا تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اب چونکہ ان کی طرف سے ہمارے متعلق غلط فہمی پھیلائی گئی ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ گوجرانوالہ میں ان کی وجہ سے جو کچھ ہوا اور لسے جس نظر سے انھوں نے دیکھا۔ اور جو ان کے دل سے نکل کر زبان قلم پر بھی آگیا شائع کر دیں۔ اس سے معلوم ہو جائیگا کہ احمدیت کے خلاف کس نے بدظنی پھیلائی

میاں عزیز الدین صاحب غیر مبائع اپنے ایک غیر مبائع دوست کو کہ وہ بھی گوجرانوالہ میں ہی رہتے ہیں لکھتے ہیں:-

"مکرمی جناب منشی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کئی دن سے مجھے جناب کو ملنے کا خیال تھا مگر حالات کچھ ایسے ہیں کہ ملاقات نہیں ہوئی۔ وہ شرم جو ہمیں جلسہ اہلحدیث میں اٹھانی پڑی میں جانتا ہوں آپ سے پوشیدہ نہ ہو گی۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس کے دفعیہ کا انتظام جناب نے سوچ لیا ہو گا اور کسی جلسہ کے قیام کا بندوبست کر لیا ہو گا۔ اور اگر ابھی تک نہیں ہو سکا تو اس کی فکر میں ہونگے۔ آپ جانتے ہیں احمدیت کے لئے اس دن کسقدر ہتک کا مقام تھا۔ واپسی اطلاع دیں کہ جناب نے کیا انتظام کیا ہے یا کرنیکا ارادہ ہے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ لاہور سے کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ یا آپ کی نظر میں وہاں سے کوئی ایسی مقابلہ پر آنیکا اہل نہیں ہے تو مجھے جناب واپسی اطلاع دیں تاکہ میں قادیان سے کسی خاص

ہنگامۂ یورپ

حالات روس

عارضی صلح کی تجویز:- لنڈن ۲۱ - نومبر - مجلس نے سپہ سالار افواج روس کو حکم دیا ہے - کہ صلح کے مراتب ابتدائی پر غور کرنے کے لیئے دشمن کی افواج کے سپہ سالاروں کے سامنے عارضی صلح کی تجویز پیش کرے - اور بذریعہ تار - مراتب مذکورہ کی ترقی کی کیفیت سے مجلس کو اطلاع دیتا ہے اور صلح نامے کو ابتدائی معاہدہ پر صرف مجلس کے استصواب کے بعد دستخط کرے ؛

نیا روسی سپہ سالار - لنڈن ۲۲ - نومبر :- ایک تار کا روسی سرکاری اعلان مظہر ہے - قوم کے مبعوثین کی مجلس شوریٰ نے جمہوریہ روس کی گورنمنٹ کے نام سے ڈیوکھانین کو برطرف کر دیا ہے اسلیئے کہ اس نے التوائے جنگ کی تجویز دشمن کے سپہ سالاروں کے سامنے پیش کرنے سے انکار کر دیا تھا - اور روسی افواج کا سپہ سالار اعظم کرائی لنکو کو مقرر کیا ہے ؛

جرنیل بروسیلاف - ماسکو میں ایک موٹر گاڑی کی ٹکر سے منہ کے بل گرا اور اسکی ٹانگ ٹوٹ گئی ؛

جرمنوں کی صلح کے لیئے کوشش لنڈن ۲۳ نومبر برطانی سطیر متعینہ پٹروگراد اطلاع دیتا ہے - کہ جرمن منصوبہ باز قریب قریب علانیہ طور پر مصالحہ کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں ؛

تخلیہ مشرقی گلیشیا - الیسٹرڈم ۲۲ - نومبر - ہارنوول کے ایک تار دو تار میں مرقوم ہے - کہ مشرقی گلیشیا میں روسی فوجیں گرمیلو اور سکالت کے علاقوں کو خالی کرنے کی تیاریاں کر رہی ہیں ؛

روسی محاذ پر لڑائی بند - لنڈن ۲۳ - نومبر - روسی فوجوں نے ابھی سے اپنا اگلا خط حربی خالی کر دیا ہے پیٹروگراڈ سے نیوز ایجنسی کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ روسی گورنمنٹ نے غیر ممالک کے سفراء کے نام جو مراسلت روانہ کی ہے اسکا مضمون یہ ہے - کہ تمام محاذ پر فوراً لڑائی روک دیجائے تاکہ اس عرصہ میں شرائط صلح طے ہو جائیں جو بغیر الحاق اور بغیر تاوان کے اصول پر مبنی ہونگی اور ہر قوم کو اسکا اختیار ہوگا کہ وہ اپنے لیئے جیسی گورنمنٹ پسند کرے ویسی قائم کرے ؛

حالات اٹلی

حملہ کیا گیا - لنڈن ۲۳ - نومبر - ایک اطالوی سرکاری اعلان ناقل ہے :- دریائے برنٹہ اور دریائے پیاڈ کے درمیان ہم بمقام سینٹا رائیڈ و مونٹ پرٹیگاء اور مونٹ نیر آلا پر دشمن کا حملہ خونریز نقصان کے ساتھ پسپا کیا مونٹ فنٹاٹہ پر دشمن چند بڑے استحکامات تک پہنچ گیا - سطح مرتفع ایسیاگو پر بمقام سنیز لیا دو انٹی ہم نے دشمن کے ایک حملہ کو جو بڑے ہجوم کے ساتھ کیا گیا تھا - پسپا کیا ؛

یوروشلم کے متعلق ایک فوجی مبصر کی رائے لنڈن ۲۲ - نومبر :- ریوٹر کے نامہ نگار سے دوران ملاقات میں ایک اعلیٰ فوجی مبصر نے فلسطین کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اگرچہ آخری خبر یہ تھی کہ ہماری فوج یوروشلم سے ۶ میل کے فاصلہ پر پہنچ گئی ہے - تاہم یوروشلم کی فوری تسخیر کی توقع کرنا ایک غیر دانشمندانہ فعل ہوگا چند روز صبر ضروری ہوگا - مگر اس اثناء میں ہم پوری کامیابی کے ساتھ فوجی کارروائیاں کر رہے ہیں ؛

دریائے تاغلیمنٹو پر دشمن کی سرگرمیاں لنڈن ۲۳ - نومبر - اطالوی ہوا باز اطلاع دیتے ہیں - کہ دشمن دریائے تاغلیمنٹو پر بہت سرگرم ہے - قیدیوں کا بیان ہے - کہ اس کا مقصد یہ ہے - کہ شکست کی حالت میں یہاں پر ایک غیر قابل شکن خط مدافعت تیار کیا جائے ؛

شدید حملے پسپا کیئے گئے - لنڈن ۲۵ - نومبر - ایک اطالوی سرکاری اطلاع مظہر ہے - کہ ہم نے پھر شدید حملے پسپا کیئے - اور میلیٹا پر کامیابی سے جوابی حملے کیئے ؛

برطانوی پیش قدمی - لنڈن ۲۴ - نومبر - برطانوی اعلان مظہر ہے کہ سہ شنبہ کے دن ہم نے نبی اسماعیل کی بلندی پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا جو بیت المقدس اور نابلس کی سڑک سے ۵ ہزار گز مغرب میں واقع ہے جہاں ہم نے دشمن کے کئی جوابی حملے رد کیئے - دشمن نے ایک مسجد پر گولہ باری کی جسمیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے زمانہ کی یادگاریں محفوظ تھیں ؛

ہندوستان کی خبریں

مظلومین بہار کی امداد - معلوم ہوا ہے - کہ ہز ہائینس نظام حیدر آباد دکن نے مظلومین بہار کے لیئے ایک لاکھ روپیہ (سکہ انگریزی) دیا ہے - اس عطیہ کا اعلان گزشتہ جمعہ کو حیدرآباد کی بڑی بڑی مساجد میں بعد نماز ہوا ؛

اینگلو انڈین میموریل - ۲۴ - اکتوبر کو الہ آباد میں اینگلو انڈین جماعتوں کے قائم مقاموں نے مسٹر مانٹیگو کی خدمت میں پیش ہونے کے جو ڈیپوٹیشن منتخب کیا تھا - ۲۹ - نومبر کو بمقام دہلی مسٹر مانٹیگو اسے شرف باریابی عطا کرینگے - ڈیپوٹیشن کی طرف سے ایک ایڈریس پیش کیا جائیگا ؛

مسٹر مانٹیگو کا ہندوستان میں قیام - ہوس آف کامنز میں مسٹر بونر لا نے بیان کیا - کہ ابھی امید نہیں - کہ مسٹر مانٹیگو ماہ فروری کے اخیر تک ہندوستان سے واپس آ سکیں گے ؛

پنجاب یونیورسٹی کانووکیشن - گریجوایٹوں کو ڈگریاں عطا کرنے کے لیئے پنجاب یونیورسٹی کا نووکیشن ۲۲ - دسمبر کو منعقد ہوگا ؛

ایک پمفلٹ کے متعلق ممانعت - ایک پمفلٹ جس کا نام رائٹ آنریبل ڈیوڈ لائڈ جارج وزیر اعظم برطانیہ کے نام کھلی چٹھی مصنفہ لالہ لاجپت رائے جسے نیویارک کے بی ڈبلیو ہیلس نے شائع کیا ہے - برٹش ہندوستان میں داخلہ بند کیا گیا ہے ؛

سکھوں کی بھرتی کے متعلق جلسہ ۲۲ - نومبر کی شام کو سکھ ریکروٹنگ کمیٹی فیروزپور کا ایک جلسہ سکھ کنیا مہاودیالہ میں بھرتی کے لئے ہوا - جسمیں ضلع کے قریباً تمام رؤسا اور فیروزپور شہر اور چھاؤنی کے برٹش فوجی اور سول افسران موجود تھے - صاحب ڈپٹی کمشنر صدر جلسہ تھے - آپ نے بھرتی کے متعلق اعلیٰ خدمات سرانجام دینے والوں کو ایک ہزار روپیہ کے قیمتی انعامات عطا کیئے جلسہ میں ۷۵ نئے رنگروٹ بھرتی ہوئے ؛

لفٹنٹ گورنر پنجاب کا دورہ - ہز آنر لفٹیننٹ گورنر پنجاب ۲۹ - نومبر کو لائلپور روانہ ہوں گے - اور ۳ - دسمبر کو لاہور واپس آئینگے ؛

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ضیاء الاسلام پریس (۱۲۷۴) میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)